ماہنامہ
جہدحق

پاکستان کمیشن
برائے انسانی حقوق

جلدنمبر29 ...... شمارہ نمبر08 ...... اگست 2022

(قیمت10روپے)

Registered No. CPL-13

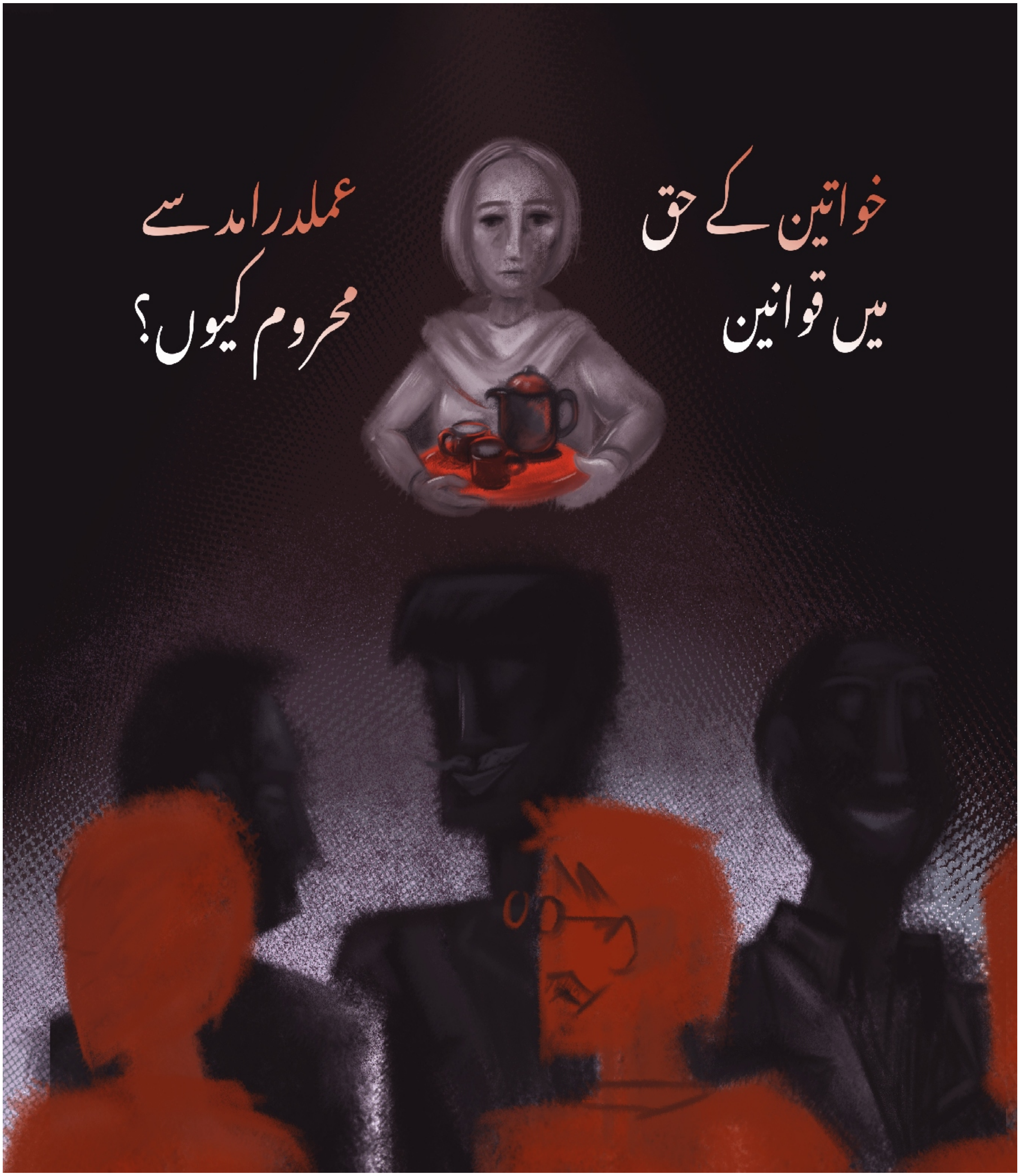

جبری گمشدگی کے واقعات میں اضافہ تشویشناک امر ہے

جبری گمشدگی ریاست کے ایجنٹوں یا ریاست کی اجازت، حمایت یا رضامندی کے ساتھ کام کرنے والے افراد یا افراد کے گروہوں کے ذریعہ گرفتاری، حراست، اغوا یا آزادی سے محرومی کی کوئی اور شکل ہے۔ گمشدہ شخص کے حال احوال یا اس کے ٹھکانے کو چھپا کر آزادی سے محرومی کو تسلیم کرنے سے انکار کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسے قانون کا تحفظ حاصل نہیں ہوتا، اور وہ فرد شفاف ٹرائل یا مؤثر دادرسی کے حق سے مکمل طور پر محروم ہو جاتا ہے۔ یہ گھناؤنا عمل متاثر فرد کے آزادی، سلامتی اور زندگی کے حقوق کو سلب کرتا ہے۔ متاثرہ فرد کو تشدد یا غیر انسانی یا ذلت آمیز سلوک سے تحفظ کی ضمانت حاصل نہیں رہتی۔ جہاں تک متاثرہ فرد کے اہل خانہ اور دوستوں اور عام عوام کا تعلق ہے، انہیں جبری گمشدگی کے حالات و واقعات کے متعلق اصل حقائق معلوم نہیں ہو پاتے۔

2022 میں جون اور جولائی کے دوران، ایچ آر سی پی کو جبری گمشدگیوں کی 28 شکایات موصول ہوئیں، جن میں سے 23 کراچی، چار حیدرآباد، ایک بلوچستان اور ایک خیبر پختونخوا سے تھی۔ مرکز شکایات کی کوششوں سے آٹھ افراد کو رہائی ملی، لیکن 20 لاپتہ ہیں۔ ایچ آر سی پی نے پچھلے چند مہینوں میں بلوچ اور پشتون طلباء کی جبری گمشدگیوں میں اضافے کا بھی مشاہدہ کیا جس کا فوری طور پر ازالہ کیا جانا چاہیے۔

جبری گمشدگیوں پر انکوائری کمیشن (سی او ای آئی ڈی) کو مجرموں کے محاسبے کا مطالبہ کیے بغیر محض لاپتہ افراد کا سراغ لگانے پر شدید تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ متاثرین کے اہل خانہ کا کہنا ہے کہ سی او ای آئی ڈی کے سینئر ممبران تک رسائی مشکل ہے اور وہ یہ تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے کہ اس نے ان خاندانوں سے ملاقات کی ہے یا گواہی دینے کے بعد ان کے الفاظ کو توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے۔ یہ سارا متاثرین کا سراغ لگانے یا احتساب کا مطالبہ کرنا مزید مشکل بنا دیتا ہیں۔ اگرچہ سی او ای آئی ڈی کے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ کتنے متاثرین گھروں کو لوٹے ہیں، لیکن یہ اس بارے میں کوئی معلومات نہیں دیتا کہ انہیں کیوں اغوا کیا گیا، انہیں کہاں رکھا گیا یا وہ کیسے واپس آنے میں کامیاب ہوئے۔ سی او ای آئی ڈی کے فعال ہونے کے بعد کے سالوں میں، ایسا کوئی ڈیٹا موجود نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ لاپتہ ہونے کے واقعات کیوں جاری ہیں، اور ادارے کو اب بڑے پیمانے پر ایک غیر مؤثر ادارے کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے کیونکہ یہ اس مقصد کو پورا کرنے میں ناکام رہا ہے جس کے لیے اسے تشکیل دیا گیا تھا۔ لاپتہ شخص کے رشتہ دار کی جانب سے اس پر جنسی طور پر ہراساں کرنے کے الزامات کے بعد کمیشن کے چیئرپرسن کی آزادی اور سالمیت پر بھی سوالیہ نشان لگ گیا ہے۔ سی او ای آئی ڈی سے جڑے سنگین مسائل پر توجہ دی جانی چاہیے اور چیئرپرسن کے خلاف الزامات درست ثابت ہونے پر اسے جوابدہ ٹھہرایا جائے۔

ایچ آر سی پی یہ مطالبہ جاری رکھے ہوئے ہے کہ جبری گمشدگیوں کو جبری گمشدگی سے تمام افراد کے تحفظ کے بین الاقوامی کنونشن کے مطابق مجرمانہ قرار دیا جائے۔ نہ صرف اس عمل کو باقاعدہ ایک الگ جرم قرار دیا جانا چاہیے اور مجرموں کو سختی سے جوابدہ ٹھہرایا جانا چاہیے، بلکہ متاثرین اور ان کے خاندانوں کو ان کے تمام نقصانات کے لیے معاوضہ بھی دیا جانا چاہیے۔

چیئرپرسن، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

فہرست

پریس ریلیزیں 03

اپریل سے جون 2022 کے دوران
انسانی حقوق کی صورتحال 07

اختر استاد بنا ملے ہی چلے گئے 09

صحافی اور 'عوامی مورخ' اختر بلوچ چل بسے 10

سینئر صحافی اختر بلوچ مختصر علالت
کے بعد انتقال کر گئے 11

آفت زدہ بلوچستان اور حکومتی سنجیدگی 12

پاکستان میں غیر واضح جنسی شناخت کے
حامل افراد کو کن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟ 14

انسانی حقوق کا عالمی منشور 16

بچوں پر تشدد کا کیس: جعلی پیر کی اندھی تقلید
کی افسوسناک داستان کا انکشاف 17

الزامات ثابت ہونے پر سی او آئی ای ڈی کے چیئرمین کو عہدے سے ہٹایا جائے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے انکوائری کمیشن برائے جبری گمشدگان کے چیئرمین اور قومی احتساب بیورو (نیب) کے سابق چیئرمین جسٹس (ریٹائرڈ) جاوید اقبال اور نیب کے دیگر حکام پر جنسی ہراسانی کے کے الزام کا سنجیدگی سے نوٹس لیا ہے۔

ایچ آر سی پی کے لیے یہ بات انتہائی تشویشناک ہے کہ یہ الزامات ایک خاتون کی طرف سے لگائے گئے جس نے جسٹس (ریٹائرڈ) اقبال سے ان کے بطورِ چیئرمین سی او آئی ای ڈی رابطہ کیا تھا۔ چیئرمین سی او آئی ای ڈی ایک ایسا عہدہ ہے جس میں وہ محترمہ گل کی گواہی کے تحفظ اور ایک لاپتہ رشتہ دار کے ضمن میں انہیں انصاف کی فراہمی یقینی بنانے کے ذمہ دار تھے۔

جسٹس (ریٹائرڈ) اقبال نے نہ صرف مبینہ طور پر دو حیثیتوں سے اپنے عہدے کا غلط استعمال کیا ہے بلکہ وہ ان الزامات کا جواب دینے کے لیے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سامنے پیش ہونے میں بھی ناکام رہے ہیں۔ ان کے اور دیگر سرکاری اہلکاروں کے خلاف الزامات کی شفاف اور آزادانہ تحقیقات ہونی چاہیے اور اگر یہ الزامات ثابت ہو جائیں تو انھیں عہدے سے ہٹایا جائے۔ ایچ آر سی پی تحقیقات کے اس مطالبے اور پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں ہونے والی کارروائی پر نظر رکھے گا۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 08 جولائی 2022]

سندھ میں لسانی تناؤ کا خاتمہ کیا جائے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کو حیدرآباد کے ایک ہوٹل میں جھگڑے کے دوران ایک شخص کی ہلاکت کے بعد سندھ میں لسانی اور سیاسی تناؤ میں اضافے پر سخت تشویش ہے۔

ایچ آر سی پی مطالبہ کرتا ہے کہ واقعے کی غیر جانبدارانہ اور شفاف تحقیقات کی جائے اور سندھ حکومت صوبے میں جرائم اور تشدد پر قابو پانے کے لیے اقدامات کرے۔ عین اسی وقت، حکام کے علاوہ پاکستان کی تمام ترقی پسند آوازوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ باعثِ تفریق یا نسل پرستانہ بیانات سے احتراز کریں۔

ایچ آر سی پی بلال کاکا کے قتل اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے لسانی تناؤ کے حقائق معلوم کرنے کے لیے ایک فیکٹ فائنڈنگ مشن بھیجنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 15 جولائی 2022]

سال 2021 کے دوران پاکستان میں عورتوں کے حقوق کی صورت حال

14 اگست 2021ء کو چار سو لوگوں سے زیادہ کے ایک ہجوم نے لاہور کے گریٹر اقبال پارک میں ایک نوجوان خاتون پر ہلا بول دیا۔ اس واقعے کی متعدد ویڈیوز بنائی گئیں جو بعد میں وائرل ہوگئیں۔ ان ویڈیوز میں دیکھا جاسکتا ہے کہ مردوں کا ایک ہجوم اپنے دوستوں کے ساتھ ٹک ٹاک ویڈیو بنانے والی ایک لڑکی پر آپڑا۔ انھوں نے اس لڑکی کو ہوا میں ایک دوسرے کی جانب اُچھالا، اس کے کپڑے پھاڑ ڈالے اور اس کے جسم کو چھوتے رہے۔ یہ سلسلہ اس لڑکی کو بچائے جانے سے پہلے کئی گھنٹوں تک چلتا رہا۔ اس واقعے کے فوراً بعد بہت سے لوگوں نے ٹویٹر پر NotAllMen# نامی ٹرینڈ کے ذریعے خود ستم رسیدہ خاتون ہی کو الزام دینا شروع کردیا۔

یہ افسوس ناک واقعہ ملک میں انحطاط اور اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ریاست خواتین کے تحفظ میں مسلسل ناکام ہے۔ پنجاب ویمن ہیلپ لائن 1043 کے اعداد وشمار ایک مایوس کن حقیقت بیان کرتے ہیں، یہ ہیلپ لائن پنجاب کمیشن آن دی سٹیٹس آف ویمن کے تحت چلائی جاتی ہے (نیچے مہیا کیا جانے والا جدول ملاحظہ ہو)۔ 2020ء کے برعکس، 2021ء میں اس ہیلپ لائن پر جمع شدہ مواد کے مطابق صنفی تشدد کی ہر شکل میں اضافہ ہی دیکھنے میں آیا، خاص طور پر گھریلو تشدد اور کام کی جگھوں پر اور آن لائن ہراسانی میں۔

سال	کل کالیں	مجرمانہ فعل			تشدد	
		قتل	عصمت دری	اغوا	گھریلو تشدد	دوسری جگھوں پر تشدد
2020	22,947	35	67	77	2,287	497
2021	24,296	33	69	106	3,481	563

سال	جائیداد کے معاملات			نقصان دہ روایات		خاندانی تنازعات		
	عمومی	وراثت	قبضہ	کم عمر شادی	زبردستی شادی	نان نفقہ	خلع	بچوں کی نگہبانی
2020	19	2196	269	64	141	371	183	155
2021	51	1939	479	84	92	441	186	209

سال	پیشہ			مالی مدد		شعبے		
	تنخواہ	پنشن	تبادلہ	قرضہ	دیگر	تعلیم	صحت	پولیس
2020	24	22	4	18	112	27	289	694
2021	24	24	2	12	62	26	217	706

سال	عمومی				ہراسانی		
	دیگر	بے بنیاد	دل لگی	کام کی جگہ پر ہراسانی	آن لائن ہراسانی	ہراسانی معاملات	
2020	995	4989	5137	71	602	1562	
2021	1,802	4172	4001	133	794	2437	

سال	لاہور	راولپنڈی	فیصل آباد	ملتان	ڈی جی خان	ساہیوال	بہاولپور	گوجرانوالہ	سرگودھا
20	3,920	1042	768	740	167	229	442	424	406
21	5,219	1432	980	854	213	358	421	576	387

ماخذ: پنجاب ویمن ہیلپ لائن 1043۔

گھریلو تشدد

مندرجہ بالا جدول سے اندازہ ہوتا ہے کہ خوش آئند بات یہ ہے کہ اب پہلے سے کہیں زیادہ خواتین گھریلو تشدد کو رپورٹ کرنے لگی ہیں: پنجاب کمیشن آن دی سٹیٹس آف ویمن کی ہیلپ لائن پر 2020ء میں 2,287 کالیں موصول ہوئی تھیں جب کہ 2021ء میں ان کی تعداد بڑھ کر 3,481 ہو گئی، تاہم اس کے ساتھ ساتھ یہ جدول پاکستان میں خواتین کے خلاف ہونے والے ایسے تشدد کی حقیقی پیمانہ بھی ہمارے سامنے لاتا ہے۔

ڈیجیٹل رائٹس فاؤنڈیشن کے جمع کردہ مواد سے 2021ء میں پنجاب میں خواتین کے خلاف ہونے والے جرائم میں سے سب سے زیادہ رپورٹ ہونے والے جرم یعنی گھریلو تشدد کے باعث ہونے والی اموات کی تعداد سامنے آتی ہے۔ صرف یکم جنوری سے پندرہ جنوری 2021 کے درمیان قتل کے تقریباً 12 کیسوں کا اندراج کرایا گیا۔ سال کے باقی حصے میں بھی اس جُرم کے ارتکاب میں کوئی کمی دیکھنے میں نہیں آئی۔ کووڈ-19 کی پابندیاں اور وَبا سے جڑی بیروزگاری اور مالی دباؤ سارے ملک میں گھریلو تشدد کے کیسوں میں اضافہ کی وجوہات ہوسکتی ہیں۔

صنفی تشدد (GBV) کی دوسری اشکال

غیرت کے نام پر ہونے والے جرائم کو ایک ایسے کلچر میں جڑ سے اُکھاڑ پھینکنا جہاں سزا کا خوف ہو اور نہ حکومت ایسے جرائم سے بچ نکلنے والوں (جی بی وی سروائیور) کو انصاف فراہم کرسکے ایک مشکل کام ہے۔ ایسڈ اینڈ برن کرائم بل 2017ء کی منظوری قومی اسمبلی نے سال 2018ء میں دی تھی اس کے باوجود نظام تیزاب حملوں کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے میں ناکام رہا۔ جون میں لاہور میں ایک نوجوان لڑکی کا جسم تیزاب پھینکنے سے جھلس گیا جب ایک شخص نے شادی سے انکار پر اُس پر حملہ کیا۔

گھریلو تشدد 2021ء میں بھی بے روک ٹوک جاری رہا۔ جولائی میں حیدرآباد میں چار بچوں کی ماں قرۃ العین بلوچ کو اس کے خاوند عمر خالد نے گھنٹوں تک تشدد کا نشانہ بنانے کے بعد وحشیانہ طریقے سے قتل کردیا۔ اسی مہینے فوزیہ بُرادی کو مبینہ طور پر اس کے دیور حکیم برادی نے قتل کردیا۔ اس کی لاش کو جرم چھپانے کے لیے دفن کردیا گیا۔ اس کے خاوند نے وقوعے کی شکایت درج کرائی اور ملزم کو گرفتار کرلیا گیا؛ بعدازاں اُس نے اپنے جرم کا اقرار کرلیا۔

اکتوبر میں ضلع خیر پور کے علاقے رانی پور میں این جی او کی کارکن روشن محبوب کو مبینہ طور پر پاکستان مسلم لیگ (فنکشنل) کے پیر معشوق شاہ نے گولی مار کر ہلاک کردیا۔ اس کے سوتیلے بیٹے، عاقل محبوب نے جو ایف آئی آر درج کرائی اُس میں سات اور مشکوک افراد کو بھی نامزد کیا گیا۔ عاقل کا کہنا تھا کہ اُس کی ماں کو زمین کے اُس ٹکڑے کے لیے مارا گیا جو اس کی این جی او، روشن سہارا فاؤنڈیشن کے لیے موسیٰ راجپر گاؤں میں عطیہ کیا گیا تھا۔

ایچ آر سی پی کے میڈیا مانیٹرنگ نے سندھ میں خواتین کے خلاف ہراسانی کے تین، عصمت دری کے 42 اور گینگ ریپ کے 11 کیس ریکارڈ کیے (اس کے علاوہ مردوں کے خلاف عصمت دری کے 43 اور گینگ ریپ کے 21 کیس ریکارڈ کیے گئے)۔

2021ء کے دوران کے پی میں خواتین کے حقوق سے متعلق کچھ مثبت پیش قدمی دکھائی دی لیکن بہت کچھ ایسا بھی ہوا جو ان کے خلاف ہوتا آیا ہے۔

جنوری میں کے پی اسمبلی نے اُس وقت ایک سنگ میل عبور کیا جب اس نے کے پی وائلنس اگینسٹ ویمن (پریونشن اینڈ پروٹیکشن) بل 2021ء منظور کیا۔ اس قانون نے خواتین کے خلاف افرادِ خانہ کی زیادتیوں کو جرم قرار دیا جس کے لیے پانچ برس قید اور جرمانہ عائد کیا جاسکتا ہے۔ اس کا

مقصد خواتین کے خلاف ہونے والے جسمانی، نفسیاتی اور معاشی اِقسام کے گھریلو تشدد کی روک تھام ہے۔ قانون خواتین کی سرکردگی میں ضلعی پروٹیکشن کمیٹیوں کے قیام کا کہتا ہے۔

نومبر میں پشاور ہائیکورٹ نے کسی بھی حالت میں مرد پولیس اہل کاروں کی جانب سے خواتین کی جسمانی تلاشی کو غیر قانونی قرار دیا۔ایک خاتون قیدی کی جانب سے دائر کردہ ضمانت کی درخواست پر عدالت نے حکم دِیا کہ خواتین گرفتار شُدگان کی تلاشی صرف خواتین اہل کار ہی لے سکتی ہیں۔

ستمبر میں کے پی حکومت نے فیصلہ کیا کہ وہ خواتین کے لیے علیحدہ جیلیں قائم کرے گی۔ وزیرِاعلیٰ کے معاونِ خصوصی برائے جیل خانہ جات نے بتایا کہ یہ منصوبہ کے پی کی جیلوں میں قید 160 خواتین قیدیوں کے لیے اصلاح کے پروگرام کا حصہ ہے، ان خواتین قیدیوں میں سے 35 سزا یافتہ ہیں اور 125 کے مقدمات زیرِ سماعت ہیں۔

ستمبر میں کے پی اسمبلی پاکستان میں پہلی اسمبلی بنی جہاں قانون ساز خواتین کے بچوں کے لیے دودھ پلانے اور دیکھ بھال کے لیے ڈے کیئر سنٹر کی سہولت مہیا کی گئی۔ سپیکر نے اس سنٹر کا افتتاح ویمن پارلیمنٹری کاکس، یونیسف اور حکومت کے صحت اور ترقی اور منصوبہ بندی محکموں کے حکام کی موجودگی میں کیا۔

اسلام آباد میں 8 مارچ کو خواتین کے عالمی دن کے موقع پر منعقد ہونے والے عورت مارچ کے جلوس کے دو ہفتے بعد پشاور کی ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن عدالت نے پانچ مرد وُکلا کے ایک گروپ کی استدعا منظور کرتے ہوئے جلوس کی انتظامیہ کے خلاف مبینہ توہینِ مذہب کا مقدمہ درج کرنے کا حکم جاری کیا۔ عدالت نے پولیس کو حکم دیا کہ وہ ملزمان کے خلاف ایف آئی آر درج کرے۔ جون میں پشاور ہائی کورٹ نے انسانی حقوق کے کارکُنان کی ایک درخواست مسترد کر دی جس میں ایف آئی آر کے اندراج کے حکم کو چیلنج کیا گیا تھا، یہ درخواست ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کی سینئیر ممبر نسرین اظہر کی جانب سے داخل کی گئی تھی۔ بنچ نے اس بنیاد پر درخواست رد کی کہ روبہ عمل ہونے کی کوئی وجہ ہی پیدا نہیں ہوئی کیونکہ عورت مارچ کے منتظمین کے خلاف پولیس نے کوئی حقیقی کارروائی کی ہی نہیں۔

2021ء کے دوران کے پی میں خواتین کے خلاف تشدد کے مختلف النوع واقعات سامنے آئے۔

قتل: فروری میں چار خواتین امدادی کارکنان کو شمالی وزیرستان کے علاقے میر علی میں گولیاں مار دی گئیں۔ ان کارکُنان پر دو بندوق برداروں نے اُس وقت فائرنگ کی جب وہ اپنی گاڑی میں ایک گاؤں سے گزر رہی تھیں۔ فروری میں ایک شخص نے اپنی خاتون رشتہ دار کو موت کے گھاٹ اُتار دیا اور اپنی بیوی اور ساس کو زخمی کر دیا۔ مئی میں ایک جوڑے کو مانسہرہ میں عورت کے شوہر نے غیرت کے نام پر قتل کر دیا۔ جون میں ایک نئے شادی شدہ جوڑے کو ڈیرہ اسماعیل خان میں لڑکی کے خاندان کے ایک مرد رشتہ دار نے ’غیرت‘ کے نام پر قتل کر دیا۔ جون ہی میں پشاور میں ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن عدالت نے عاصمہ رانی قتل کے ملزم کو سزائے موت سُنائی، 2019ء میں میڈیکل کی طالبہ، عاصمہ، کو شادی سے انکار کرنے کی پاداش میں قتل کر دیا گیا تھا۔ جولائی میں لڑکی کے باپ کے ایک رشتہ دار نے ایک جوڑے کو محبت کی شادی کرنے پر ’غیرت‘ کے نام پر پھانسی دے کر موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ اگست میں بٹگرام میں ایک جوڑا ’غیرت‘ کے نام پر قتل کیا گیا۔ نومبر میں چارسدہ میں ایک نوجوان لڑکی کو ایک لڑکے نے شادی سے انکار پر قتل کر دیا۔

عصمت دری / ریپ: جنوری میں مردان میں ایک شادی شدہ عورت کو گھر لوٹتے ہوئے اغوا کر کے پانچ لوگوں نے اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنایا۔ ستمبر میں تین لوگوں نے ہری پور میں ایک نوجوان لڑکی کو اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنایا، لڑکی اپنے گھر والوں سے جھگڑ کر گھر سے نکلی تھی۔ نومبر میں ایک سینئیر سول جج کو ایک خاتون مدعیہ کے ان دعوؤں کے بعد حراست میں لے لیا گیا کہ اُس کی لوئر دیر میں اُس جج کے گھر پر عصمت دری کی گئی تھی۔

تشدد: سیدو شریف پولیس سٹیشن کے پانچ اہل کاروں کو معطل کرنے کے بعد گرفتار کر لیا گیا۔ اُن پر الزام تھا کہ انھوں نے مبینہ طور پر چوری میں ملوث گرفتار خواتین کے ساتھ مار پیٹ کی تھی۔ یہ کارروائی اُس وقت عمل میں آئی جب اس مار پیٹ کی ویڈیو سوشل میڈیا پر عام ہوگئی اور اس کے نتیجے میں احتجاج ہونے لگا۔ اکتوبر میں صوابی میں پولیس نے ایک ایسی خاتون کو بازیاب کرایا جسے اُس کے گھر والوں نے تین برسوں سے زنجیروں میں باندھ کر رکھا ہوا تھا۔ خاتون کے باپ اور دو بھائیوں کو برسوں تک اس خاتون کو تشدد کا نشانہ بنانے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا، یہ خاتون بارہ برس قبل طلاق لے کر اپنے گھر آئی تھی۔

اغوا: جون میں پولیس نے شانگلہ میں تین لوگوں کو، ایک خاتون کو دو بچوں سمیت اغوا کرنے اور بیچ دینے کے الزام میں، حراست میں لیا۔ خاتون کو شانگلہ سے اغوا کر کے زیارت پہنچا دیا گیا جہاں اُسے 400,000 کے بدلے میں بیچ دیا گیا۔ ’خریدار‘ بھی گرفتار شدگان میں شامل تھا۔

ہراسانی: اپریل میں سرکاری تحقیقات مکمل ہونے کے بعد، کام کی جگہوں پر عورتوں کی ہراسانی کے خلاف کے پی کی محتسب نے اسلامیہ کالج یونی ورسٹی کے شعبۂ سیاسیات کے چیئرمین کو نوکری سے برخاست کرنے کی سفارش کی، اس پر ایک طالبہ کو ہراساں کرنے کا الزام تھا۔ اگست میں پولیس نے بٹگرام ایجوکیشن آفس کے ایک مرد کلرک کے خلاف ایف آئی آر درج کی، اس پر الزام تھا کہ اُس نے دو خواتین اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسران کو ہراساں کیا تھا۔

خواتین کی نمائندگی، تحفظ اور قانون سازی کی کاوشیں بلوچستان میں مسلسل سکڑ رہی ہیں۔ بلوچستان اسمبلی میں خواتین کے لیے مخصوص نشستوں کی تعداد صرف 11 ہے اور 2021ء کے دوران خواتین کے لیے قانون سازی پر کوئی پیش رفت دیکھنے میں نہیں آئی۔

بلوچستان، سیاست سمیت متعدد شعبوں میں خواتین کے تحفظ، بہتری اور ان کی شمولیت بڑھانے کے لیے متعدد قوانین منظور کر چکا ہے۔ ویمن پروٹیکشن اگینسٹ ہراسمنٹ ایٹ ورک پلیس ایکٹ 2016 منظور کیا جا چکا ہے اور 2020ء میں حکومت نے بلوچستان صنفی مساوات اور خواتین کو بااختیار بنانے کی پالیسی برائے 24-2020 کی منظوری دی۔ اس برس اس پالیسی کے نفاذ کے لیے حکومت نے پائیدار ترقی کے ہدف 5 کے مطابق گورننس اینڈ پالیسی پراجیکٹ کا آغاز کیا تاکہ صنفی انضمام اور صنفی مساوات میں بہتری لائی جا سکے۔ تاہم قانون سازی میں صوبے میں خواتین پیچھے ہی دِکھائی دیتی ہیں۔ بلوچستان اسمبلی نے 2021ء کے دوران 29 قوانین کی منظوری دی۔ ان میں سے خواتین کے حقوق کے لیے ایک بھی قانون نہ تھا۔

اس کے علاوہ، بنیادی صحت تک رسائی بھی کلیدی معاملہ رہا۔ صوبے میں دورانِ زچگی شرح اموات ملک بھر میں سب سے زیادہ رہی۔ پاکستان ڈیموگرافک اینڈ ہیلتھ سروے 2018ء کے مطابق، بلوچستان میں صرف 56 فیصد خواتین کی رسائی قبل از زچگی دیکھ بھال کے پیشہ ور مراکز تک تھی جب کہ صرف 38 فیصد خواتین کو پیدائش کے عمل میں پیشہ ور مددگار کی خدمات حاصل تھیں۔

عورت مارچ کے اسلام آباد چیپٹر کے خلاف 2020 سے جاری ہنگامہ 2021 میں بھی کم نہ ہوا، پشاور ہائی کورٹ نے امن کے لیے انصاف (جسٹس آف پیس پروویژن) کے تحت 26 ماچ کو منتظمین کے خلاف توہینِ مذہب کی بنیاد پر ایک ایف آئی آر درج کرنے کی ہدایات دیں، اگرچہ اس الزام کے غلط ہونے کو واضح طور پر عیاں کر دیا گیا۔

جون میں وزیرِاعظم کے ایکزیوس ایچ بی او کو دیے گئے ایک انٹرویو کے دوران یہ کہنے پر شدید تنقید کا سامنا کرنا پڑا کہ

پاکستان میں عورتوں کے خلاف جنسی تشدد میں اضافے کا تعلق ان کے لباس سے ہے۔ ان کے دور میں دوسری بار ایسا ہوا کہ وزیراعظم نے عوامی سطح پر جنسی زیادتی اور لباس میں ایسا نامناسب تعلق جوڑا۔

20 جولائی کو 27 سالہ نور مقدم ایف۔7 میں ظاہر جعفر کے گھر بے دردی سے قتل پائی گئی۔ سابقہ ہفتوں میں شکارپور میں ماریہ شاہ، پشاور میں صائمہ علی اور حیدرآباد میں قراۃ العین کے قتل کے بعد اس واقعے نے سول سوسائٹی کو صدمے سے دوچار کر دیا اور ملک بھر میں احتجاجی مظاہرے شروع ہو گئے جن میں مطالبہ کیا گیا کہ ریاست اعتراف کرے کہ پاکستان کو ایک عورت کش بحران کا سامنا ہے جس سے نمٹنے کے لیے کوئی حل تلاش کرنا ضروری ہے۔

جولائی میں بھی، سوشل میڈیا پر ایک ویڈیو سامنے آئی جس میں عثمان مرزا کو کچھ دیگر مردوں سے بھرے کمرے میں ایک نوجوان جوڑے کو ڈرا دھمکا کر بے لباس کرنے اور ان کی نامناسب ویڈیو بناتے دیکھا جا سکتا تھا۔ اسلام آباد پولیس نے ویڈیو وائرل ہو جانے کے بعد مرزا کو گرفتار کیا اور اس کے خلاف ایف آئی آر کاٹی۔ جب یہ علم ہوا کہ یہ مشکوک لوگوں کا گروہ مجرموں کا ایسا جتھا ہے جو بلیک میلنگ کے لیے ایسی ویڈیوز بناتے ہیں، تو چھ دیگر لوگ بھی اس مقدمے میں شامل کیے گئے۔

خواتین اور بچوں کے خلاف جنسی حملے تشدد

جنسی ہراسانی اور ریپ کے واقعات جو مقامی میڈیا میں اکثر رپورٹ ہوتے ہیں، سرکاری ریکارڈ سے غائب رہے۔ یہ مانا جاتا ہے کہ ہراسانی اور ریپ کے زیادہ تر متاثرین ثقافتی وجوہ، جن میں متاثرہ فرد کو موردِ الزام ٹھہرانا اور ناقابلِ بھروسا تفتیش اور تلافی کا نظام شامل ہیں، کی بنا پر ان واقعات کی اطلاع نہیں دیتے۔ پورے علاقے میں گینگ ریپ کا صرف ایک اور ریپ کے 13 جبکہ زنا کے 282 واقعات رپورٹ ہوئے۔

سیاسی سرگرمیوں میں نوجوانوں اور خواتین کا کردار

اگرچہ اے جے کے وزیراعظم نے 2018 میں طلباء یونینز پر 10 سال سے عائد پابندی اٹھالی، تاہم اے جے کے کی پانچ سرکاری یونیورسٹیوں اور سینکڑوں کالجوں میں سے کوئی بھی 2021 میں انتخابات نہ کرا سکا۔ طلبا کو صرف بڑی سیاسی جماعتوں کے طلبا اور یوتھ ونگز کے ذریعے سیاسی سرگرمیوں میں شرکت کا موقع ملتا ہے۔ اس سال صرف چند نوجوانوں اور خواتین کو انتخابات میں حصہ لینے کے لیے پارٹی ٹکٹ دیے گئے۔ ایک خاتون عام نشست پر اسمبلی کی رکن منتخب ہوئی۔

ماحول

قدرتی آفات اور حادثات

اے جے کے گلیشیئروں، سیلابوں اور لینڈ سلائیڈز سے وابستہ حادثات کا اکثر سامنا رہتا ہے۔ مارچ میں وادی نیلم میں کے ایک دور افتادہ گاؤں میں برفانی تودہ گرنے سے ایک خاتون اور اس کے چار بچے ہلاک ہوئے۔ جولائی میں وادی نیلم کے علاقے سلیخلا میں شدید بارش کے باعث آنے والے سیلاب کے نتیجے میں 30 گھر تباہ اور ایک جوڑا لاپتا ہو گیا۔ جولائی میں ایک مرتبہ پھر وادی نیلم میں ایک گھر پر مٹی کا تودہ گرنے سے ایک خاتون اور اس کے دو بچے ہلاک ہو گئے۔

اکتوبر میں بالائی غذر میں ایک 12 سالہ لڑکی کے ساتھ گھریلو تشدد کا واقعہ رپورٹ ہوا۔ اس کے والد، بھائی اور دو دیگر رشتے داروں نے اس پر ایک مقامی لڑکے کو ٹیکسٹ میسیجز کا تبادلہ کرنے کا الزام لگا کر تشدد کا نشانہ بنایا۔ ستمبر میں ایک اور واقعے میں غذر سے تعلق رکھنے والی ایک ٹیچر جس کی شادی چُچ گاؤں سے تعلق رکھنے والے ایک شخص سے ہوئی تھی، نے دریا میں کود کر خودکشی کر لی۔ اس کے خاندان نے الزام عائد کیا کہ اس کے سسرالیوں نے اسے تشدد کا نشانہ بنایا تھا جو اس کی خودکشی کا سبب بنا۔ متاثرہ خاتون کے بھائی نے گلگت میں ایچ آر سی پی کے دفتر میں شکایت درج کرائی اور قانونی معاونت کی درخواست کی۔ ایچ آر سی پی نے کیس مقامی پولیس کے سپرد کر دیا۔

آٹھ اگست 2021 کو پرانی شاہراہ ریشم کے ذریعے پیدل سفر شروع کرنے والی ایتھلیٹ نادیہ جلال کے خلاف ایک مہم شروع کی گئی۔ ایسی ہی ایک مہم کے آئی یو کی طالبہ کے خلاف بھی شروع کی گئی جس نے اکتوبر میں ایک سپورٹس گالا کے دوران گانا گایا تھا۔ ایک مقامی صحافی نے نامور سماجی کارکن اور نیوز پورٹل 'پامیر ٹائمز' کے مالک نور پامیری کی اہلیہ کے خلاف ایک پراپیگنڈا مہم شروع کی کہ وہ جی بی میں 'مغربی' ایجنڈا کو فروغ دے رہی ہیں۔ جون میں سکردو میں زمین کے تنازعے پر مقامی نوجوانوں نے تین خواتین کو بہیمانہ تشدد کا نشانہ بنایا۔ مقامی پولیس نے سوشل میڈیا پر وائرل ہونے والی ویڈیو کے ذریعے ملزمان کی شناخت کر کے انہیں گرفتار کر لیا۔

بلتستان یونیورسٹی کے وائس چانسلر محمد نعیم کی جانب سے ایک طالبہ کو جنسی طور پر ہراساں کیے جانے سے متعلق ایک ٹیکسٹ میسیج سوشل میڈیا پر وائرل ہو گیا۔ بلتستان کی سول سوسائٹی کے کارکنوں نے اکتوبر 2021 میں واقعے کے خلاف دو ہفتوں تک احتجاج کیا۔ وائس چانسلر نے ہراسانی کے الزامات مسترد کر دیے اور ایف آئی اے کی جانب سے واقعے کی شفاف تحقیقات کا مطالبہ کیا۔ تاہم، یہ مسئلہ اب تک حل نہیں ہو سکا۔ جی بی میں کام کی جگہ پر ہراسانی کا معاملہ بھی تشویش کا باعث بنا رہا۔ گلگت کے پولیس ٹریننگ سنٹر میں سینیئر پولیس اہل کاروں کی جانب سے خواتین عملے کی مبینہ جنسی ہراسانی اس کی نمایاں مثال ہے (اوپر اظہار رائے کی آزادی ملاحظہ کریں)۔ کام کی جگہ اور تعلیمی اداروں میں ہراسانی کے ایسے زیادہ تر واقعات رپورٹ نہیں ہوتے کیوں کہ ان میں متاثرہ خواتین ہی کو موردِ الزام ٹھہرایا جاتا ہے۔

سول سوسائٹی نے ایک مقامی عدالت کے ادیبہ قتل کیس کے ملزموں کو بری کرنے کے فیصلے کے خلاف گلگت میں جی بی اسمبلی کے باہر احتجاج کیا۔ 22 سالہ ادیبہ کی شادی گوجال، ہنزہ کے علاقے شمشال میں ہوئی تھی۔ شادی کے سات ماہ بعد مئی میں اس کی نعش وادی شمشال میں ایک دریا کے قریب پائی گئی۔ اس کے سسرال والوں نے واقعے کو خودکشی جبکہ اس کے بھائی نے قتل قرار دیا۔ واقعے کی ایف آئی آر درج کر کے ملزمان کو گرفتار کر لیا گیا لیکن انہیں تین ماہ بعد ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ بعدازاں، جی بی کی چیف کورٹ نے ملزمان کی ضمانت منسوخ کر دی اور انہیں دوبارہ گرفتار کر لیا گیا۔ متاثرہ خاندان کی چیف کورٹ جی بی میں ایک پٹیشن پر عدالت نے واقعے کی دوبارہ تفتیش کا بھی حکم دیا۔

2021 کے آخری پانچ ماہ کے دوران جی بی میں خواتین کے خلاف تشدد کے کئی واقعات رپورٹ ہوئے۔ خواتین کے خلاف تشدد کے متاثرین کے لیے سرکاری یا نجی ایک بھی پناہ گاہ نہیں ہے۔ سکردو سے تعلق رکھنے والی انسانی حقوق کی کارکن اور وکیل زرینہ نے بتایا کہ انہوں نے 2021 میں سکردو کی ایک سیشن عدالت میں ایک مقدمہ دائر کرنے کی کوشش کی تھی جس میں انہوں نے تشدد کے متاثرین کے لیے ایک پناہ گاہ کا مطالبہ کیا تھا، لیکن مقامی عدالت نے مقدمے کو سماعت کے لیے مقرر کرنے ہی سے انکار کر دیا۔

بلتستان سے تعلق رکھنے والے ایک نامور وکیل اور انسانی حقوق کے کارکن آصف ناجی نے ان لڑکیوں کے استحصال کا معاملہ اٹھایا جنہیں دیگر ممالک، خاص کر مشرقِ وسطیٰ اور متحدہ عرب امارات کے مردوں سے شادی کے لیے رقم کی پیشکش کی جاتی ہے، لیکن انہیں شادی کے بعد جسمانی اور ذہنی بدسلوکی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ گلگت سے تعلق رکھنے والی ایک ایسی ہی متاثرہ خاتون نے ایچ آر سی پی کو اپنے تجربے سے آگاہ کیا۔ اس نے بتایا کہ مقامی لوگوں کے ایک گروہ (غیر اندراج شدہ یا غیر رسمی شادی بیورو) نے اسے رقم کی پیش کش کی۔ شادی کے بعد اسے اپنے شوہر کے ہاتھوں تشدد کا سامنا رہا۔

(ایچ آر سی پی کی سالانہ رپورٹ 2021 میں انسانی حقوق کی صورت حال سے اقتباسات)

اپریل سے جون 2022 کے دوران انسانی حقوق کی صورتحال

مختصر جائزہ

ایچ آر سی پی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں جیسے کہ صنف کی بنیاد پر تشدد اور پولیس کی زیادتیوں جیسے واقعات کو اکٹھا کرنے، ان کی درجہ بندی کرنے اور اس سارے اعداد و شمار کو آن لائن دستیاب کرنے کے لیے 15 اخبارات اور 2 اطلاعاتی ویب سائٹس کی مانیٹرنگ کرتا ہے۔ ایچ آر سی پی کی میڈیا مانیٹرنگ سے اکٹھا ہونے والے اعداد و شمار کے مطابق، اپریل 2022 سے جون 2022 تک انسانی حقوق کی جو خلاف ورزیاں رپورٹ ہوئیں ان میں سے بیشتر جنسی تشدد سے متعلق تھیں۔ ایسے واقعات کی تعداد 559 واقعات تھی۔ ان کے بعد زیادہ تعداد خودکشی کے واقعات تھی۔ درج بالا عرصہ کے دوران خودکشی کے 451 واقعات رپورٹ ہوئے۔

قانون کا نفاذ

☆ زیرِ نظر عرصہ کے دوران، 28 واقعات میں 56 افراد کو سزائے موت سنائی گئی، جن میں ایک خاتون شامل تھی (جدول 1 ملاحظہ کریں)۔

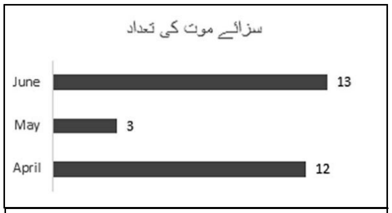

جدول۔1

☆ ان میں سے 19 سزائے پنجاب میں دی گئیں۔

☆ زیرِ نظر عرصہ کے دوران، ایچ آر سی پی نے پولیس کی زیادتیوں کے 22 واقعات قلمبند کیے۔ ان میں حراستی ہلاکتوں، حراستی ایذارسانی، حراست کے علاوہ قتل اور طاقت کا استعمال۔

☆ پولیس مقابلوں کے 75 واقعات بھی رپورٹ ہوئے، جن میں کم از کم 111 افراد مارے گئے۔ ان میں سے زیادہ تر واقعات پنجاب میں پیش آئے۔

غیر محفوظ گروپس پر تشدد

☆ اس عرصہ کے دوران گھریلو تشدد کے کم از کم 42 واقعات رپورٹ ہوئے ہیں (جدول 2 ملاحظہ کریں)۔ زیادہ تر واقعات مار پیٹ اور اقدام قتل سے متعلق تھے۔ بعض متاثرین کو اپاہج کیا گیا، آگ لگائی گئی، یا ان کے مرضی کے بغیر ان کے سر مونڈھے گئے۔

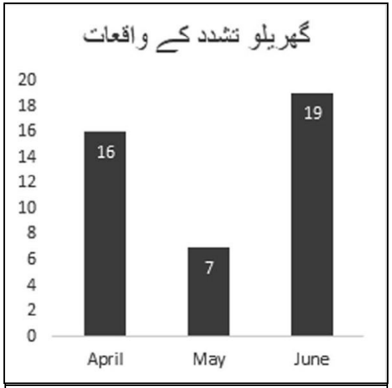

جدول۔2

☆ اس عرصہ کے دوران عزت کے نام جرائم کی تعداد 87 تھی جبکہ متاثرین کی تعداد 120 تھی، اور زیادہ تر واقعات پنجاب میں پیش آئے۔ عزت کے نام پر جرائم میں خاندان کے فخر یا خاندان کی غیرت کے تحفظ کے نام پر خاندان یا قبیلے کے کسی فرد یا افراد کی جان لی جاتی ہے (جدول 3 اور 4 ملاحظہ کریں)۔

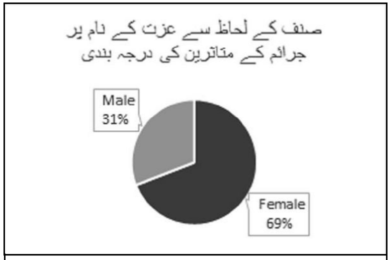

جدول۔3

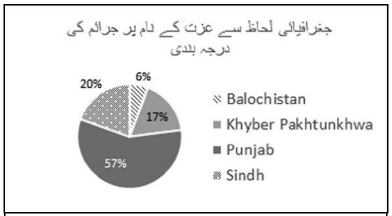

جدول۔4

☆ اس عرصہ کے دوران، جنسی تشدد کے 559 واقعات رپورٹ ہوئے (جدول 5 ملاحظہ کریں)۔

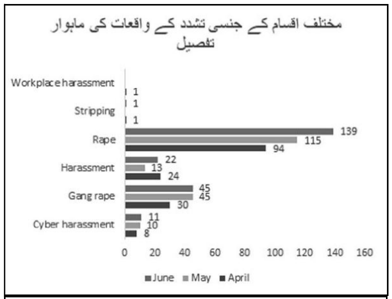

جدول۔5

☆ ان میں سے زیادہ تر واقعات پنجاب میں پیش آئے۔ ان میں سائبر کرائم کے کم از کم 27 واقعات، اجتماعی جنسی تشدد کے 108، ہراسانی کے 47 اور جنسی تشدد کے 308 واقعات پیش آئے۔

☆ خواجہ سرا افراد کے خلاف تشدد کے چھ واقعات رپورٹ ہوئے، جن میں اجتماعی تشدد کے تین، قتل کے دو، اور تیزاب کے حملے کا ایک واقعہ رپورٹ ہوا۔

☆ اجتماعی جنسی تشدد اور جنسی تشدد کے متاثرین کی اکثریت بچوں پر مشتمل تھی (جدول 6 اور 7 ملاحظہ کریں)۔ بچوں کو جسمانی سزا کا نشانہ بھی بنایا گیا۔ ایسے کم از کم چار واقعات رپورٹ ہوئے، اور کم سنی کی شادی کے کم از کم دو واقعات رپورٹ ہوئے۔

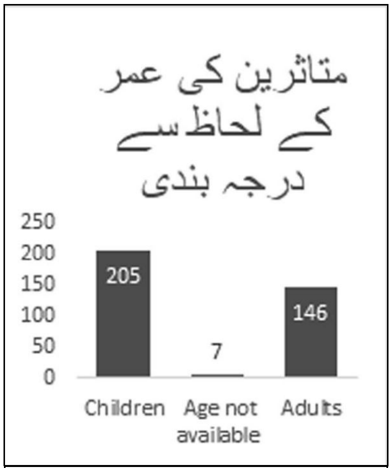

جدول۔6

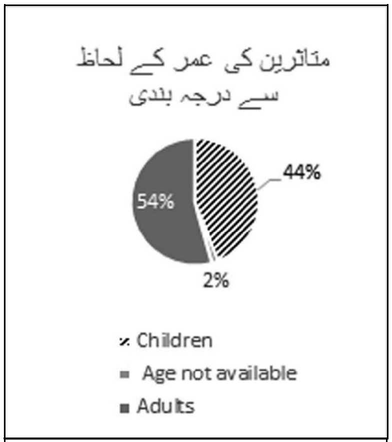

جدول۔7

☆ اس عرصہ کے دوران، جلانے کے 25 واقعات رپورٹ ہوئے۔ سب سے زیادہ واقعات (22) پنجاب میں پیش آئے، جن میں تیزاب پھینکنے کے 13 واقعات شامل تھے۔ متاثرین میں کم از کم 29 عورتیں، ایک خواجہ سراء فرد اور تین بچے شامل تھے۔

☆ اس عرصہ کے دوران، عورتوں کے اغواء کے 174 واقعات رپورٹ ہوئے، ان میں سے زیادہ تر واقعات (155) پنجاب میں پیش آئے۔

بنیادی آزادیاں

☆ زیرِ نظر عرصہ کے دوران، مذہب کی جبری تبدیلی کا ایک اور فرقہ وارانہ تشدد کا ایک ایک واقعہ رپورٹ ہوا۔ دونوں واقعات سندھ سے رپورٹ ہوئے۔

☆ عقیدے کی بنیاد پر کم از کم دو افراد مارے گئے۔ ایک خیبر پختونخوا اور ایک پنجاب میں۔

☆ مذہب کی بے حرمتی کے الزامات کے حوالے سے کم از کم 14 واقعات رپورٹ ہوئے میں لوگوں کو گرفتار کیا گیا۔

☆ کراچی میں، جون کے مہینے میں ایک ہندو مندر کی بے حرمتی ہوئی۔

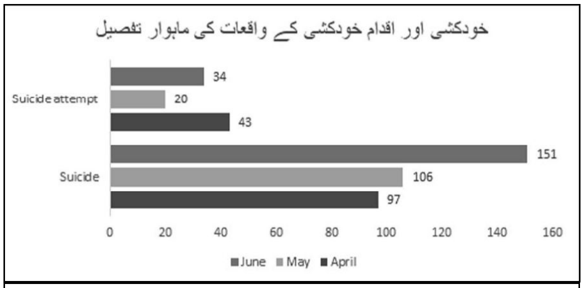

جدول۔8

صحت

☆ خودکشی کے کے حوالے سے 451 واقعات رپورٹ ہوئے جن میں سے 97 واقعات اقدام خودکشی کے تھے (جدول 8 ملاحظہ کریں)۔ متاثرین میں کم از کم 256 مرد اور 101 عورتیں شامل تھیں۔

☆ خودکشی کے سب سے زیادہ واقعات پنجاب اور سندھ سے پیش آئے، تیسرے نمبر پر خیبر پختونخوا تھا۔

اظہار افسوس

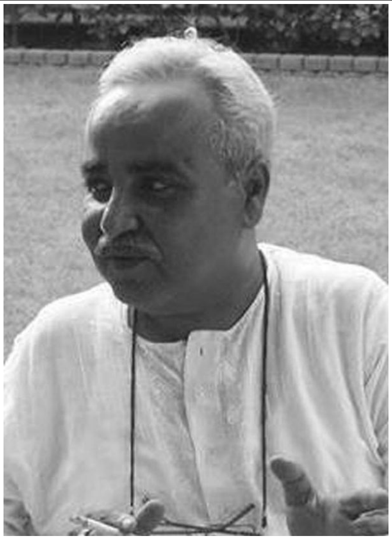

ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان (ایچ آر سی پی) کے کونسل ممبر سینئر ساتھی دانشور، محقق، متعدد کتابوں کے مصنف اور نہایت نفیس انسان محترم اختر بلوچ صاحب مختصر علالت کے بعد رضائے الٰہی سے انتقال کر گئے ہیں۔ وائس آف پاکستان جرنلسٹ یونین کے تمام عہدیداران وممبران اور اسٹاف ان کے انتقال پر اہل خانہ اور دیگر لواحقین سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے، انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(پرویز بھٹی) صدر (کراچی ڈویژن)

وائس آف پاکستان جرنلسٹ یونین (رجسٹرڈ)

بارشوں اور سیلاب کی تباہ کاریاں جاریں، مزید 15 افراد جاں بحق

بلوچستان میں طوفانی بارشوں اور سیلاب سے مرنے والوں کی تعداد میں مزید 15 کا اضافہ ہو گیا، کئی اضلاع میں موسلا دھار بارش کا سلسلہ جاری رہا جس سے مکانات تباہ اور انفرااسٹرکچر کو نقصان پہنچا۔

ڈان اخبار کی رپورٹ کے مطابق حکام نے بتایا کہ حالیہ ہلاکتیں ژوب، قلعہ سیف اللہ، کوہلو، نوشکی اور لسبیلہ میں گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران ہونے والی بارشوں کے باعث سیلابی صورتحال پیدا ہونے سے ہوئیں۔

ژوب میں ایک شخص اور اس کا بیٹا موسمی نالے کو عبور کرنے کی کوشش کے دوران سیلاب میں بہہ گئے، مقامی انتظامیہ کے ایک اہلکار نے بتایا کہ غوطہ خوروں نے دونوں کی لاشیں نکال لیں۔

ندی نالوں کے قریبی علاقوں میں موسلا دھار بارش سے آواران کے مختلف علاقوں میں طغیانی آ گئی جب کہ سڑکوں اور پلوں کو نقصان پہنچنے سے ضلع کا دیگر علاقوں سے رابطہ بدستور منقطع ہے۔

اس کے علاوہ آواران کے قصبوں ماشکی اور گجر میں پھنسے ہوئے لوگوں کو خوراک کی کمی کا سامنا ہے کیونکہ امدادی سامان ابھی تک علاقے تک نہیں پہنچ سکا۔

ایک عہدیدار نے ڈان کو بتایا کہ دکانوں میں کھانے پینے کی اشیا اور روزمرہ کی ضروریات کی اشیا ختم ہو رہی ہیں اور اگر آواران اور دیگر علاقوں کے درمیان ٹریفک بحال نہ کی گئی تو صورتحال مزید خراب ہو سکتی ہے۔

ذرائع نے بتایا ہے کہ جھل مگسی، گنداواہ اور جعفر آباد کا وسیع علاقہ زیرِ آب آ گیا ہے، دریائے لہری اور دیگر ندی نالوں میں تاحال شدید طغیانی جاری ہے جس سے ان علاقوں میں ریسکیو اور ریلیف آپریشنز میں مشکلات کا سامنا ہے۔

ڈیرہ بگٹی اور کوہلو میں پہاڑیوں پر مسلسل بارش سے پانی کی روایتی گزرگاہوں میں طغیانی آ رہی ہے جس سے نصیر آباد کے نشیبی علاقوں میں میں بسنے والے افراد کو خطرہ ہے۔

لسبیلہ ضلعی انتظامیہ کے ایک سینئر عہدیدار نے ڈان کو بتایا کہ اورا کی اور ضلع لسبیلہ کے دیگر علاقوں سے 200 سے زائد افراد کو بچا لیا گیا جو گزشتہ 2 روز سے سیلاب کی باعث پھنسے ہوئے تھے۔ نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (این ڈی ایم اے) نے منگل کے روز بلوچستان میں سیلاب سے متاثرہ افراد کے لیے ایک ہزار راشن بیگ روانہ کیے۔

ایک بیان میں این ڈی ایم اے کے ترجمان نے کہا کہ امدادی سامان کنگ سلمان ہیومینیٹیرین ایڈ اینڈ ریلیف سینٹر کی جانب سے فراہم کیا گیا تھا جسے جعفر آباد، نصیر آباد، صحبت پور، سبی اور کچھ کے ڈپٹی کمشنرز کے حوالے کیا گیا، ان بوریوں میں آٹا، دالیں، چینی اور گھی ہوتا ہے۔

اس سے قبل 3 ہزار تھیلوں کی پہلی کھیپ 15 جولائی کو بلوچستان بھیجی گئی۔

(بشکریہ ڈان اردو)

اختر استاد بنا ملے ہی چلے گئے

قادر غوری

آج صبح فیس بک آن کی تو سب سے پہلے ڈاکٹر ناظر محمود کی ٹائم لائن پر یہ افسوس ناک خبر ملی کہ سینیئر صحافی، محقق اور انسانی حقوق کے علمبردار جناب اختر بلوچ کے انتقال کی خبر سن کر دل ایک دم اداس ہو گیا۔ میں اختر بلوچ صاحب کو اختر استاد کہا کرتا تھا۔ اختر بلوچ سے میری ظاہری ملاقاتیں نہایت مختصر رہیں شاید چند ماہ یا ایک سال مگر یہ تعلق زندگی کا اہم موڑ ثابت ہوا۔ اختر بلوچ سے مجھے وہ راستہ ملا جس کی مجھے تلاش تھی۔

میری لکھی ایک بے وزنی غزل جو فکر معاش، حالات، مسائل اور خوشیوں کی گرد تلے کہیں دب چکی تھی اور باوجود کوشش کے کبھی یاد نہیں آئی اس غزل کے اشعار آج بیس بائیس سال بعد اچانک دماغ کے درودیوار سے ٹکرانے لگے۔ نہ صرف غزل کے اشعار بلکہ تصور میں وہ وقت، وہ مقام اور وہ سب باتیں یاد آنے لگیں جو اختر بلوچ سے ملاقاتوں میں ہوا کرتی تھیں۔ میری عمر اس وقت 23 چوبیس سال ہو گی اور میری روح بے چین تھی اور مسلسل اپنے حصے کی جگہ اور اپنے جیسے لوگوں کی تلاش کر رہی تھی۔ جب کہ میں اس وقت یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ میں خود کیا کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ایک فطری بات ہے یا اسے ارتقائی مراحل سے گزرنا بھی کہا جاسکتا ہے ہر شخص جس کام اور جن لوگوں کے لیے پیدا کیا جاتا ہے وہ ایک نہ ایک دن چاہتے ہوئے یا چاہتے ہوئے بھی ان لوگوں میں پہنچ جاتا ہے۔

اختر بلوچ میری زندگی میں آنے والے دوسرے انسان تھے جن کے شفیق اور بے تکلف انداز گفتگو سے مجھے محبت ہوئی۔ بل ترتیب میری زندگی کے پہلے قیمتی شخص اسرار احمد صاحب تھے جو میرپور خاص میں میرے پڑوسی بھی تھے اور شاہ ولی اللہ ہائی اسکول میں میرے چوتھی جماعت کے استاد بھی تھے۔ انہوں نے مجھے حقیقی چیزوں پر سوچنا ان پر غور کرنا سکھایا۔ انہوں نے ہی مجھے کہانیوں میں جھوٹ اور سچ امتیاز کرنا سکھایا۔ ان کے پڑھانے کا انداز مختلف تھا۔

وہ اکثر کہتے کہ تمام بچے اپنی آنکھیں بند کرلیں اور جو میں کہتا جاؤں اسے اپنے تصور میں دیکھیں۔ ہم آنکھیں بند کرلیتے تو وہ ایک فرضی کہانی سنانا شروع کر دیتے مثلاً وہ کہتے ایک شخص جنگل سے گزر رہا تھا اس نے دیکھا کئی مچھلیاں تربوز کے درخت پر بیٹھی ہیں۔ اتنا سننا ہوتا کہ ایک بچہ فوراً بول پڑتا سر مچھلیاں تو پانی میں رہتی ہیں، تو دوسرا بچہ کہتا سر تربوز کا درخت نہیں بلکہ بیل ہوتی ہے' اس عمل سے میری زندگی پر یہ اثر ہوا کہ میں آج ان کہانی اور قصوں سے بے زار ہوں جو عقلی تقاضوں پر پورا نہیں اترتے۔

میری زندگی میں آنے والے تیسرے قیمتی شخص نامور شاعر کالم نویس محترم حارث خلیق ہیں جو اس وقت ہیومین رائٹس کمیشن پاکستان کے سیکرٹری ہیں۔ ان کے بعد چوتھی شخصیت مشہور کالم نگار، تجزیہ کار اور کئی کتابوں کے مصنف ڈاکٹر ناظر محمود ہیں۔ ان شخصیات سے محبت کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ انسان دوست ہیں، یہ ایسے عالم ہیں جن میں علم کی وجہ سے تکبر نہیں ہے۔ یہ لوگ برسات کی طرح ہیں جو بنا نسلی اور طبقاتی فرق کے اپنے علمی، عملی اور تحقیقی تجربات لوگوں تک پہنچا رہے ہیں۔

کتابیں، کالم لکھ رہے ہیں، لیکچرز دے رہے ہیں، یعنی ان لوگوں نے انسانی خدمت، علم کے پھیلاؤ اور جہالت کے خاتمے کو اپنی زندگی کا اولین مقصد بنا لیا ہے۔ ان جیسے اور بھی لوگ ہیں مگر آپ ان لوگوں کا ذکر کرتے ہیں جن سے آپ متاثر ہوتے ہیں اور جو حیران کردینے والے انسان ہوتے ہیں۔ ایسا بھی نہیں کہ یہ لوگ خوامخواہ لوگوں پر اپنے علم کا رعب جھاڑنے لگتے ہیں بلکہ اگر کوئی علم حاصل کرنے کی طرف مائل ہو۔

کوئی قابل ہو تو ہم شان کئی دیتے ہیں
ڈھونڈنے والوں دنیا بھی نئی دیتے ہیں

اختر بلوچ بھی ایسے ہی انسان تھے وہ اس وقت حیدر چوک حیدرآباد پر واقع رابعہ اسکوائر کی دوسری منزل کے فلیٹ میں رہتے تھے۔ میں بھی اسی پلازے میں ایڈیٹنگ کا کام کرتا تھا اور مالک جو آج بھی بڑے بھائی کے جیسی محبت کرتے ہیں سعید اعظمی صاحب نے مجھے اسی فلیٹ میں رہائش بھی دے رکھی تھی۔ جوانی کے دن تھے، کبھی افسانے لکھنے کی کوشش کرتا تو کبھی شاعری کرنے کی ناکام کوششیں کرتا یا پھر اسٹیج ڈراموں میں اداکاری کرتا تھا، آپ یوں سمجھیں جیسی آج مستقل مزاجی ہے ویسی ہی اس وقت بھی نہیں تھی مگر ادب اور ادبی و علمی شخصیات میری اس وقت بھی کمزوری تھی۔

میری اور اختر بلوچ کی ملاقاتوں کا سلسلہ چل پڑا میں اپنی الٹی سیدھی شاعری اختر بلوچ کے پاس لے جاتا وہ بڑے دل گردے کے ساتھ اسے سننے کے بعد کبھی ٹھیک کروا دیتے تو کبھی بات دوسری جانب موڑ دیتے۔ کبھی اپنی تحقیق کے حوالے سے نئی باتیں بتاتے، مجھے کہتے کہ ہم حیدرآباد میں برپا ہونے والے تمام ماتمی جلسوں کی ڈاکومنٹری بنائیں گے'' جو انہوں نے بعد میں بنائی بھی''

اختر بلوچ میرپورخاص میں پیدا ہوئے اور اپنی صحافت کا آغاز بھی پریس کلب میرپورخاص سے کیا۔ اس وقت جیو نیوز نیا نیا آیا تھا اور میری دلچسپی اور کام دیکھتے ہوئے اختر بلوچ نے مجھے رئیس کمال مرحوم سے ملوایا جو حیدرآباد میں جنگ اخبار کے ہیڈ تھے۔ رئیس کمال صاحب صحافی ہونے کے ساتھ حیدرآباد کی جانی مانی علمی، سماجی اور ادبی شخصیت بھی تھے اور اتفاق سے ان کی رہائش بھی رابعہ اسکوائر میں ہی تھی۔ رئیس کمال صاحب نے ایک دن مجھ سے کہا آج رات دیال داس کلب میں مشاعرہ ہے چلنا چاہو تو چل سکتے ہو۔

اس رات میں نے زندگی میں پہلی بار مشاعرہ سنا اور زندگی میں پہلی اور آخری بار نامور شاعر جون ایلیا صاحب کو سامنے بیٹھ کر سنا اور مشاعرے کے بعد ان سے بالمشافہ ملاقات بھی کی۔ اس مشاعرے میں اس وقت کے تمام ہی بڑے شاعر موجود تھے مگر جون ایلیا ہی مجھے یاد رہ گئے۔ میرا یہ ادبی اور علمی سفر اختر بلوچ کی بدولت شروع ہوا جو آج تک جاری ہے۔ ایک دن میں اختر بلوچ کے پاس ایک غزل لے کر پہنچ گیا جس کے ایک شعر پر پہلے تو اختر بلوچ نے اپنے مخصوص انداز میں ایک زوردار قہقہہ لگایا اور پھر ہنستے ہوئے بولے ایک تو یہ شاعر حضرات محبوبہ کے لیے لفظ چاند کو کتنا رگڑا لگائیں گے جب کہ دنیا چاند پر پہنچ چکی ہے۔ وہ شعر تھا

جو تم گئے ہو جائے گا آنگن میں اندھیرا
اے چاند نہ جاؤ کہ ابھی دور سحر ہے

کچھ دن بعد میں حیدرآباد سے میرپورخاص چلا گیا پھر کراچی اور اس کے بعد اسلام آباد آگیا اور اختر بلوچ سے ملاقات کا سلسلہ رک گیا۔ ایک دن انہیں تلاش کرتا رابعہ اسکوائر پہنچا تو پتا چلا وہ وہاں نہیں ہیں۔ حیدرآباد میں انسانی حقوق کے دفتر سے معلوم ہوا کہ وہ لاہور چلے گئے ہیں۔

موبائل فون کا نیا نیا دور تھا۔ ادبی اور انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والوں سے شناسائی نہیں تھی لہذا اختر بلوچ کو میں نے کھو دیا تھا۔ آخر 2010 میں یاد نہیں حارث خلیق سے یا احمد جان سے مجھے ان کا موبائل نمبر مل ہی گیا ان سے فون پر بات ہوئی اپنی پہچان کروائی تو فوراً بولے ارے بے چین انسان کہاں ہو آج کل۔ میں نے کہا لاہور آیا تو ملاقات کروں گا۔ لیکن پھر ملاقات نہ ہو سکی۔ جب میرا لاہور جانا ہوا تو وہ کراچی شفٹ ہو گئے تھے۔ فیس بک پر ہم ایڈ ہو گئے اور الیکٹرانک رابطہ بحال ہو گیا۔ کبھی کبھار فون پر بھی بات ہوتی رہتی تھی۔ گزشتہ سال اکتوبر میں بھائی رشید شورو سے ملاقات ہوئی باتوں باتوں میں اختر بلوچ کا ذکر آیا تو رشید شورو نے کہا کل تک تو میرے پاس تھے اب کراچی چلے گئے۔ میں نے انہیں فون ملانے کا کہا وہ اختر بلوچ سے میری آخری بات ہوئی اس میں پھر جلد ملنے کا پروگرام طے ہوا مگر ملاقات نہ ہو سکی۔

یہ وہ مناظر ہیں تو دوست اختر بلوچ کے جانے سے اچانک سامنے آگئے۔ اختر بلوچ تین دہائیوں سے انسانی حقوق کے لیے کام کر رہے تھے۔ ویسے تو ان کا بے شمار کام موجود ہے مگر تین جلدوں پر مشتمل کتاب ''کرانچی والا'' کافی مشہور ہوئی۔ اختر بلوچ کے کالم ''ہم سب'' اور ''ڈان'' میں آج بھی مل جائیں گے۔

میرا مختصر عرصے کا ساتھ تھا۔ میں اختر بلوچ کو جاننے کا دعویٰ تو نہیں کر سکتا پر اس عرصے میں ان سے بہت کچھ سیکھا۔ وہ میری زندگی کی پہلی سیڑھی تھے۔ ان کے بے شمار دوست ہیں۔ جو ان کے ساتھ سالوں زندگی جیئے ہیں۔ میں ان سب دوستوں اور اختر بلوچ کے خاندان کے ساتھ تعزیت کرتا ہوں اور ان کے غم میں خود کو برابر کا شریک سمجھتا ہوں۔ دنیا اور خصوصاً پاکستان کو اختر بلوچ جیسے لوگوں کی ہمیشہ ضرورت رہی ہے ان کے جانے سے ادب، سماج اور انسانیت کا بہت بڑا نقصان ہوتا ہے۔ کاش ہم انہیں روک سکتے۔

جو تم گئے ہو جائے گا دنیا میں اندھیرا
پیارے اختر نہ جاؤ کہ ابھی دور سحر ہے

(بشکریہ ہم سب)

صحافی اور 'عوامی مورخ' اختر بلوچ چل بسے

امر گرڑو

معروف مورخ ڈاکٹر مبارک علی نے اختر بلوچ کو 'عوامی مورخ' قرار دیا ہے

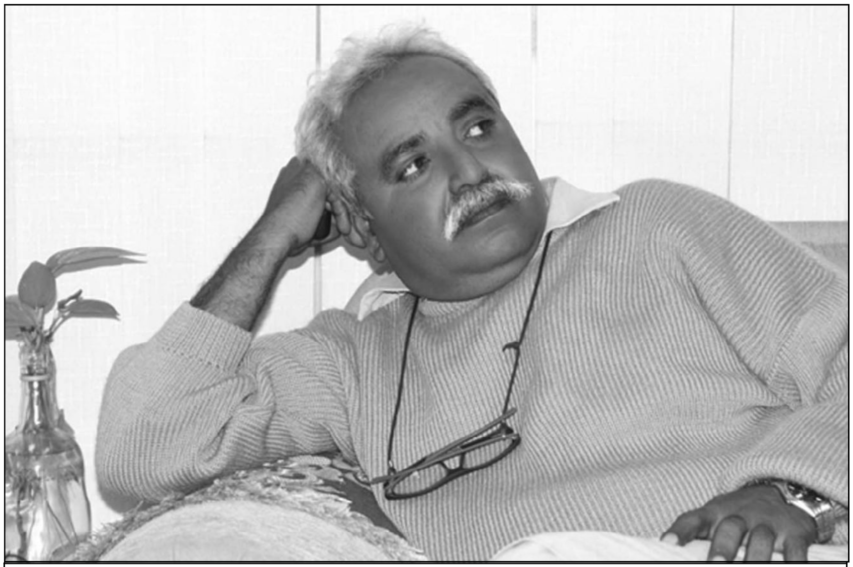

صحافی و مورخ اختر بلوچ 54 برس کی عمر میں ہفتے کو کراچی میں انتقال کر گئے ہیں

کراچی کے سینئر صحافی، کئی کتابوں کے مصنف، بلاگر، استاد اور سماجی رہنما اختر حسین بلوچ المعروف اختر بلوچ چل بسے۔

ان کی عمر 54 سال تھی۔ اختر بلوچ کے بھانجے نوید بلوچ نے ان کے انتقال کی تصدیق کرتے ہوئے بتایا کہ گذشتہ شب گارڈن میں واقع اپنی رہائش گاہ پر اچانک طبیعت خراب ہونے کے بعد انتقال کر گئے۔

نوید بلوچ کے مطابق گذشتہ رات کو ساڑھے 10 بجے کے قریب انہوں نے گھر والوں کو بتایا کہ ان کو بے چینی سی ہو رہی ہے۔ جس کے کچھ دیر بعد وہ انتقال کر گئے۔

گذشتہ کئی سالوں سے ہر روز کراچی پریس کلب کے کارڈ روم میں اختر بلوچ کے ساتھ ایک ہی میز پر بیٹھنے والے کراچی کے سینیئر فوٹوگرافر اختر سومرو نے انڈپینڈنٹ اردو کو بتایا کہ جمع کو آرٹس کونسل میں ہونے والے کسی میوزیکل پروگرام کی تیاریوں سے واپس آنے کے بعد اختر بلوچ نے انہیں بتایا کہ انہیں بخار ہوگیا ہے۔

'میں ان کے گھر پر ڈاکٹر لایا تو معلوم ہوا کہ ان کا بلڈ پریشر لو ہوگیا ہے، اس لیے انہیں ڈرپ لگائی گئی۔ ہفتے کے روز بھی ان کا بلڈ پریشر کم رہا۔ رات کو پونے 12 بجے اطلاع آئی کہ ان کا انتقال ہوگیا۔

'ہم نے کئی سالوں تک روزانہ ایک ساتھ وقت گزارا۔ اختر بلوچ جیسے لوگ زندگی میں کم ہی ملتے ہیں۔ ان کی کمی کبھی پوری نہیں ہوسکتی۔'

اختر بلوچ سندھ کے شہر میرپورخاص کے علاقے لالچند آباد میں واقع بلوچ محلّہ کے رہائشی تھے۔ نوید بلوچ کے مطابق ان کی چار بہنیں اور پانچ بھائی تھے جبکہ ان کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں۔

زمانہ طالب علمی کے بعد وہ روٹری کلب آف پاکستان سے منسلک ہوگئے۔ جس کے بعد انہوں نے میرپورخاص سے صحافت کا آغاز کیا۔ کچھ عرصے بعد وہ حیدرآباد چلے گئے جہاں وہ روزنامہ کائنات کے بیورو چیف ہوگئے۔ حیدرآباد میں اختر بلوچ نے پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کے ساتھ بھی کام شروع کر دیا۔ ان دنوں سندھ میں طاقتور جاگیرداروں کی جانب سے غریب کسانوں سے جبری مشقت کرانے والا معاملہ عروج پر تھا۔ جس کے خلاف ایچ آر سی پی کی تحریک زوروں پر تھی۔ اختر بلوچ اس وقت اس تحریک میں بھی متحرک رہے۔

حیدرآباد میں صحافت کے دوران وہ کچھ عرصے کے لیے لاپتہ ہوگئے تھے مگر سندھ میں شدید احتجاج کے بعد وہ بازیاب ہوگئے۔

بازیابی کے بعد اختر بلوچ حیدرآباد سے کراچی چلے گئے۔ کراچی میں وہ بچوں کے حقوق کے تحفظ پر کام کرنے والی غیر سرکاری تنظیم 'سوسائٹی فار دی پروٹیکشن آف دی رائٹس آف دی چائلڈ (سپارک) کے ساتھ کئی سال تک منسلک رہے۔

اختر بلوچ کو انسانی حقوق کے معاملات کی فیکٹ فائنڈنگ پر عبور حاصل تھا۔

اختر بلوچ نے تمام عمر موٹر سائیکل پر سواری کی۔ کوئی بھی فرد ان سے کہیں جانے کی درخواست کرتا، وہ جگہ کتنی بھی دور کیوں نہ ہو، اختر بلوچ کبھی انکار نہیں کرتے اور اس فرد کو وہاں تک موٹر سائیکل پر لے جانا فرض سمجھتے۔

حیدرآباد میں انہوں نے اپنی موٹر سائیکل کے پیچھے نمایاں حروف میں لکھایا تھا 'عام آدمی' جس کے متعلق وہ دوستوں کو بتاتے کہ لوگ اپنے موٹر سائیکل پر پریس، عدلیہ، پولیس لکھتے ہیں، مگر وہ ایک 'عام آدمی' کہلوانا پسند کرتے ہیں۔

اختر بلوچ کئی سالوں تک پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کے ساتھ بھی کام کرتے رہے۔ ان کو ایچ آر سی پی کی فیکٹ فائنڈنگ پر عبور حاصل تھا۔

اختر بلوچ نے انگریزی اخبار ڈان کے آن لائن ایڈیشن ڈان ڈاٹ کام کے لیے کراچی پر لاتعداد بلاگز لکھے۔

ان بلاگز کے موضوعات کراچی، کراچی کی تاریخ، تاریخی مقامات اور کراچی کی شخصیات رہے۔

کچھ عرصے کے بعد ان بلاگز میں سے منتخب بلاگز کو اکٹھا کر کے 'کرانچی والا' کے نام سے تین جلدوں میں کتاب چھاپی گئی۔ اس کے علاوہ ان کی ٹرانسجینڈر کمیونٹی پر تحقیق 'تیسری جنس' چھپی۔

معروف مورخ ڈاکٹر مبارک علی نے اختر بلوچ کو 'عوامی مورخ' قرار دیتے ہوئے ان کی کتاب کرانچی والا کی دوسری جلد کے ابتدائیے میں لکھا کہ مجھے خوشی ہے کہ اختر بلوچ نے روایتی تاریخ سے ہٹ کر عام اور نادر لوگوں کی گم شدہ تاریخ کو تحریر کیا ہے۔

ایک اور خاص بات یہ ہے کہ ان کی تحقیق کا مقصد سندھ کے چھوٹے شہروں اور قصبوں کے رہنے والے ان لوگوں کو بھی منظرِ عام پر لانا ہے، جو بڑے شہروں کی چھاؤں میں کہیں گم ہوگئے تھے۔

اختر بلوچ کو موسیقی، رقص اور راگ سے بھی رغبت تھی۔ وہ دوستوں کے اسرار پر کلاسیکل راگ گنگنایا کرتے تھے۔ محفل میں ساز بجنے پر وہ خود کو رقص کرنے سے نہیں روک پاتے۔

وہ حیدرآباد پریس کلب اور کراچی یونین آف جرنلسٹس

(کے یو جے) کے کونسل رکن، جبکہ کراچی پریس کلب کے ایسوسی ایٹ رکن تھے۔

وہ گذشتہ کئی سالوں سے اپنا زیادہ تر وقت کراچی پریس کے کارڈ روم میں گزارتے۔

وہ کارڈ روم میں ایک مخصوص جگہ پر بیٹھتے، جہاں وہ بلاگ لکھنے اور تحقیق کا کام کرتے۔ وہ روزانہ صبح سے رات گئے تک پریس کلب میں کارڈ روم ہی گزارتے۔

اختر سومرو کے مطابق وہ شہید بے نظیر بھٹو یونیورسٹی لیاری اور وفاقی اردو یونیورسٹی میں بطور وزٹنگ لیکچرار کام کرتے اور اپنی زندگی کے آخری ایام میں اردو ادب میں پی ایچ ڈی کر رہے تھے اور ان کی پی ایچ ڈی کا موضوع تھا 'اردو ادب میں انسان دوستی'۔

اختر بلوچ کی نماز جنازہ فقیری مسجد گارڈن ویسٹ میں ادا کی گئی۔

ان کے انتقال کی خبر پر ان کے جاننے والوں نے سماجی رابطوں کی ویب سائٹس پر ان کی تصاویر کے ساتھ اپنے دکھ کا اظہار کیا۔

سابق سینیٹر افراسیاب خٹک نے انہیں 'یاروں کا یار' قرار دینے کے ساتھ لکھا کہ ان کی اردو تحریر جاندار تھی۔

اانسانی حقوق تحریک کے ساتھی، صحافی، محقق اختر بلوچ کی وفات کی خبر سے صدمہ ہوا، اس کی اردو تحریر جاندار تھی اس کی گفتگو بھی ذکاوت اور حس مزاح رکھتی تھی کراچی کی تاریخ میں تو اس نے جان و دل لگایا ہی تھا لیکن دوسری جگہوں میں بھی محبتیں بانٹنے میں بخل نہیں برتا، وہ یاروں کا یار تھا

- Afrasiab Khattak (@a_siab)
July 31, 2022

صحافی مطیع اللہ جان اور بلال فاروقی نے بھی اپنے دکھ کا اظہار کیا۔

انا للہ وانا علیہ راجعون، اللہ تعالی اختر بلوچ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت میں جگہ عطا کرے، آمین!

OAMBeKzkgF/t.co//:https

Matiullah Jan —
July 31, 2022(@Matiullahjan919)

صحافی اویس توحید نے کئی موضوعات پر انہیں انسائکلو پیڈیا قرار دیا۔

سنا اختر بلوچ رخصت ہوئے، دھچکہ پہنچا۔ لگ بھگ پچیس برس کی شناسائی، تحقیق میں مہارت، بعض موضوعات پر انسائکلو پیڈیا، معلومات، خوب کالمز لکھے۔ انسانی حقوق کے علمبردار۔ زندگی درویشی، آوارہ گردی میں گزاری، صحراوں، پہاڑوں، ساحلوں پر بسنے والوں کی کہانیاں سمیٹیں اور زمین کو خیر آباد کہا۔ خدا حافظ۔

(بشکریہ انڈپنڈنٹ اردو)

سینئر صحافی اختر بلوچ مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے

امتیاز علی

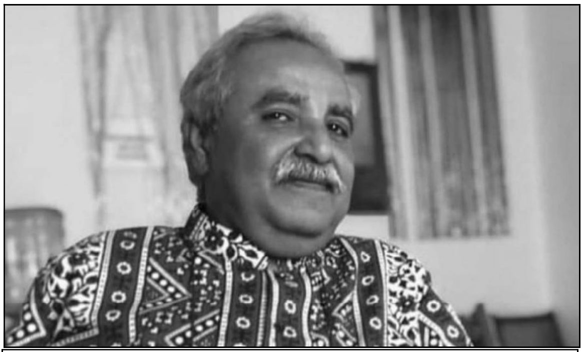

اختر بلوچ ڈان نیوز ڈاٹ ٹی وی کے ساتھ بھی منسلک رہے

کراچی یونین آف جرنلسٹس (کے یو جے) کے سنیئر رکن، ممتاز مصنف، محقق، صحافی، تجزیہ نگار اختر بلوچ مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے۔

مرحوم اختر بلوچ کی عمر لگ بھگ 50 سال تھی، ان کی وفات کی خبر صحافی برادری کے لیے انتہائی کرب کا باعث ہے۔

ان کے قریبی دوست اور سینئر فوٹو گرافر اختر سومرو نے بتایا کہ اختر بلوچ گزشتہ چند روز سے بخار اور جسم درد میں مبتلا تھے۔

انہوں نے بتایا کہ 3 روز قبل اختر بلوچ نے انہیں فون کر کے بتایا کہ ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو وہ ان سے ملاقات کے لیے ان کی رہائش گاہ گئے تھے، انہیں ڈاکٹر کے پاس لے جایا گیا جس نے کمر میں درد اور بخار کے باعث انہیں کچھ دوائیں تجویز کیں۔

ہفتہ کے روز سینئر صحافی سعید بلوچ نے ان سے ملاقات کی اور انہیں ہسپتال لے گئے جہاں ان کے تمام ٹیسٹ اور ایکسرے ٹھیک قرار دیے گئے، تاہم ڈاکٹروں نے بتایا کہ ان کا بلڈ پریشر بہت کم ہے۔

تاہم بعد میں اختر بلوچ کے نوجوان بیٹے نے ہفتے کی رات 11 بج کر 45 منٹ پر سعید بلوچ کو فون کیا اور یہ افسوسناک خبر سنائی کہ ان کے والد کا انتقال ہو گیا ہے۔

اختر سومرو نے بتایا کہ اختر بلوچ مختلف میڈیا اداروں سے وابستہ رہے، وہ حیدر آباد پریس کلب، سندھ میں کوآرڈینیٹر ایچ آر سی پی، سربراہ اسپارک، بچوں کے حقوق کی این جی او اور ڈان نیوز ڈاٹ ٹی وی کے ساتھ بھی منسلک رہے۔

پرانے کراچی، شخصیات اور دیگر معاملات کے بارے میں ان کے بلاگز، تحقیقی مقالے 2 کتابوں کی صورت میں شائع ہو چکے ہیں جن میں' کراچی والا' بھی شامل ہے۔

انہوں نے اردو میں خواجہ سراؤں پر تحقیقی کتاب (تیسری جنس) بھی لکھی، وہ مختلف جامعات کیساتھ بطور وزٹنگ فیکلٹی ممبرز بھی منسلک تھے۔

اختر سومرو کا کہنا تھا کہ ان دنوں وہ اردو ادب میں انسانیت کے موضوع پر پی ایچ ڈی کر رہے تھے۔

مرحوم اختر بلوچ نے سوگواران میں بیوہ اور 3 بچے چھوڑے ہیں۔

ان کی نماز جنازہ بعد نماز ظہر کراچی کی مقامی مسجد گارڈن میں ادا کی گئی۔

وزیر اعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ نے سینئر صحافی اور محقق اختر بلوچ کے انتقال پر گہرے دکھ کا اظہار کیا۔

ترجمان وزیر اعلیٰ سندھ کے مطابق مراد علی شاہ نے مرحوم اختر بلوچ کے بلند درجات کے لیے دعا کی۔

وفاقی وزیر اطلاعات مریم اورنگزیب نے بھی سینئر صحافی اختر بلوچ کے انتقال پر اظہار افسوس کیا۔

ٹوئٹر پر جاری اپنے ایک بیان میں مریم اورنگزیب نے کہا کہ اختر بلوچ کے انتقال کی خبر سن کر دلی افسوس ہوا، اختر بلوچ کی شعبہ صحافت میں خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

وزیر اطلاعات نے کہا کہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں اعلیٰ مقام اور لواحقین کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت و حوصلہ دے۔

دوسری جانب سندھ اسمبلی میں قائد حزب اختلاف حلیم عادل شیخ نے بھی اختر بلوچ کے انتقال پر افسوس کا اظہار کیا۔

حلیم عادل شیخ نے کہا کہ اختر بلوچ کے بچھڑنے پر دلی دکھ ہوا، دکھ کی اس گھڑی میں ورثا کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں، دعا گو ہیں اللہ پاک ان کی مغفرت فرمائے اور ورثا کو صبر جمیل نصیب فرمائے۔

(بشکریہ ڈان)

آفت زدہ بلوچستان اور حکومتی سنجیدگی

غالب نہاد

'ہر قدرتی آفت میں بلوچستان ہی سب سے زیادہ کیوں متاثر ہوتا ہے؟' یہ وہ سوال ہے جو تقریباً ہر محفل میں لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں۔ میرے پاس اس کا کوئی سیدھا اور آسان جواب تو نہیں ہوتا لیکن میرے ذہن میں بلوچستان میں آنے والی گزشتہ قدرتی آفات، اس کے نتیجے میں ہونے والا جانی و مالی نقصان اور حکومتی پریس کانفرنسیں، اعلانات اور دعوے ضرور تازہ ہو جاتے ہیں۔

بلوچستان کی بدقسمتی یہ ہے کہ اس کا حال اس کے ماضی سے قطعاً مختلف نہیں اور خدشہ ہے کہ شاید اس کا مستقبل بھی ایسا ہی ہو، دعا ہے کہ میرا خدشہ غلط ثابت ہو جائے۔

ماضی میں متعدد مرتبہ بلوچستان قدرتی آفات کا سامنا کرتا رہا ہے اور ہر بار مقامی افراد کو جانی و مال نقصان اٹھانے کے ساتھ حکومتی عدم توجہی کا سامنا بھی کرنا پڑا ہے۔ ایسی ہی صورتحال بلوچستان میں ہونے والی حالیہ تباہ کن مون سون بارشوں کے نتیجے میں بھی دیکھنے کو مل رہی ہے۔

بارشوں سے ہونے والے نقصانات

بلوچستان سمیت ملک بھر میں مون سون بارشوں کا سلسلہ جاری ہے اور پنجاب، سندھ اور خیبر پختونخوا میں جہاں بارشوں نے معمولاتِ زندگی بُری طرح متاثر کیے ہیں وہیں بلوچستان میں بھی طوفانی بارشوں نے تباہی مچا دی ہے۔

صوبائی ڈیزاسٹر منیجمنٹ اتھارٹی (پی ڈی ایم اے) کے مطابق یکم جون سے اب تک ہونے والی بارشوں کے نتیجے میں مختلف حادثات میں 111 افراد اپنی جان کی بازی ہار گئے جن میں 45 مرد، 31 خواتین اور 35 بچے بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ سیلابی ریلوں میں بہہ جانے اور مکانات کی دیواریں اور چھتیں گر جانے سے 66 افراد زخمی ہوئے۔

پی ڈی ایم اے کے مطابق طوفانی بارشوں سے 11 ہزار 775 مکانات کو نقصان پہنچا جن میں سے 8 ہزار 874 کو جزوی نقصان پہنچا جبکہ 2 ہزار 901 مکانات مکمل طور پر منہدم ہو گئے۔ اس کے علاوہ 565 کلومیٹر شاہراہیں اور 9 رابطہ پل سیلاب کی نذر ہو گئے جس کے نتیجے میں بلوچستان کا بیشتر حصہ دیگر صوبوں سے کٹ گیا۔

حالیہ بارشوں نے جہاں انسانی جانوں کا نقصان کیا اور مواصلاتی نظام کو درہم برہم کیا وہیں 23 ہزار 13 مویشی بھی ہلاک ہوئے اور ایک لاکھ 97 ہزار 930 ایکڑ کی زرعی اراضی کا بھی نقصان ہوا۔

چیف سیکریٹری بلوچستان عبدالعزیز عقیلی نے بارشوں سے ہونے والی تباہی سے متعلق میڈیا کو بریفنگ دیتے ہوئے بتایا کہ 'مون سون بارشوں سے 16 ڈیموں کو نقصان پہنچا ہے جبکہ صوبے کے 10 اضلاع بارشوں سے سب سے زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔ ان اضلاع میں لسبیلہ، کیچ، کوہلو اور ہرنائی سمیت دیگر اضلاع شامل ہیں۔

مون سون بارشیں شروع ہوتے ہی ندی نالوں میں طغیانی آ گئی

عوام کو درپیش مشکلات

بلوچستان میں مون سون بارشوں کا سلسلہ شروع ہوتے ہی ندی نالوں میں طغیانی آ گئی۔ صوبائی دارالحکومت کوئٹہ کے نشیبی علاقے بھی بارشوں سے زیرِ آب آ گئے جبکہ شہر کے نواحی علاقوں بشمول مشرقی بائی پاس، کیچی بیگ، ہزار گنجی اور سریاب روڈ میں کئی مکانات کی چھتیں گرنے سے جانی اور مالی نقصان ہوا۔

سریاب روڈ پر خانہ بدوشوں کی بستی کے رہائشی اسلم بخش بتاتے ہیں کہ 'بارش اور طوفانی ہواؤں کے سبب ان کے خیمے تباہ ہو گئے جس کی وجہ سے مجھے اور میرے اہلِ خانہ کو رات کھلے آسمان تلے گزارنی پڑی۔ اس صورتحال کو 3 روز گزر چکے ہیں مگر ہم اب بھی حکومتی امداد کے منتظر ہیں'۔

بارشوں نے بلوچستان کے ساحلی علاقے لسبیلہ اور اوتھل میں سب سے زیادہ تباہی مچائی۔ طوفانی بارشوں کے سبب 5 گاؤں مکمل طور پر زیرِ آب آ گئے جس کی وجہ سے ہزاروں افراد نقل مکانی کرنے پر مجبور ہوئے۔ 25 جولائی کو بارشوں سے پیدا ہونے والے سیلاب سے لسبیلہ کی تحصیل گڈانی کے قریب کوئٹہ کراچی روڈ پر واقع باگڑ ندی پل سیلابی ریلے میں بہہ گیا جس کی وجہ سے سیکڑوں مسافر گزشتہ 5 روز سے کوئٹہ کراچی قومی شاہراہ پر پھنسے ہوئے ہیں۔

قومی شاہراہ پر پھنسے افضل خان کہتے ہیں کہ 'حکومتی دعوے صرف زبانی جمع خرچ ہیں، لوگ اپنی مدد آپ کے تحت قریبی ہوٹلوں اور قہوہ خانوں سے کھانا خرید رہے ہیں اور اس پر ستم یہ کہ ان ہوٹل مالکان نے بھی کھانے کی قیمت میں ہوش ربا اضافہ کر دیا ہے'۔ افضل خان نے مزید کہا کہ 'جتنے پیسے وہ گھر سے لے کر چلے تھے وہ ختم ہو چکے ہیں اور اب ان کے پاس مزید کھانا خریدنے کے پیسے موجود نہیں۔ ایسی صورتحال میں یہاں موجود سیکڑوں مسافر پریشان اور حکومتی امداد کے منتظر ہیں'۔

حب میں سیلابی ریلے میں بہہ جانے والا پل

بلوچستان کے پشتون آبادی والے اضلاع میں بھی بارشوں سے پیدا ہونے والی سیلابی صورتحال نے تباہی مچا دی ہے۔ کان میتر زئی اور مسلم باغ میں سیلابی ریلے کے باعث رابطہ سڑکیں بہہ گئیں جبکہ کئی باغات کو بھی نقصان پہنچا۔

مون سون بارشیں اور حکومتی اقدامات

حکومتی اقدامات کے نام پر اب تو بس ایک ہی کام ذہن میں آتا ہے کہ اگر کسی حادثے میں کوئی فرد جان سے چلے

جائے تو اس کے لیے چند لاکھ کا اعلان کردیا جائے، اور ان بارشوں کے بعد بھی بلوچستان میں ایسا ہی ہوا کہ حادثات کے نتیجے میں جاں بحق ہونے والے افراد کے لیے حکومتِ بلوچستان نے 10،10 لاکھ کا اعلان کردیا۔

لیکن ان اعلان کرنے والوں سے کوئی یہ نہیں پوچھتا کہ جن کے لیے آپ یہ اعلان کررہے ہیں ان کی زندگیوں کو بچانے کے لیے آپ نے کیا کیا؟ جب یہ بارشیں ہورہی تھیں تو صوبائی حکومت کہاں تھی؟ کیا اقدامات اٹھائے گئے؟

جب صوبے کے لوگ مدد کے لیے حکمرانوں کی جانب امید بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے تو صوبے کے وزیرِ اعلیٰ اپنے لوگوں کے درمیان ہونے کے بجائے اسلام آباد میں موجود تھے اور پنجاب کی صورتحال پر تبادلہ خیال ہورہا تھا۔ نہ انہوں نے یہ سوچا کہ اس مشکل حالات میں اپنے لوگوں کے پاس جایا جائے نہ وفاقی حکومت نے خود کچھ کرنے کی کوشش کی اور نہ وزیرِ اعلیٰ کو یہ بتانے کی کوشش کی کہ پنجاب کے حالات ہم دیکھ لیں گے، آپ کے لوگوں کو آپ کی ضرورت ہے اس لیے آپ فوراً پہنچیں۔

دوسری طرف چیف سیکریٹری بلوچستان عبدالعزیز عقیلی اس بات کو روتے رہے کہ بہت بارشیں ہوگئی ہیں۔ وہ کہتے رہے کہ حالیہ بارشوں نے گزشتہ 30 سال میں ہونے والی بارشوں کا ریکارڈ توڑ دیا ہے اور رواں برس 500 فیصد زیادہ بارشیں ہوئی ہیں جس کی وجہ سے حکومت کی مشکلات میں اضافہ ہوا ہے۔

چیف سیکریٹری بلوچستان نے یہ تو بتایا کہ سیلابی پانی میں گھرے 17 ہزار افراد کو ریسکیو کیا گیا ہے اور مزید 2 ہزار افراد کو ریسکیو کرنے کے لیے آپریشن جاری ہے، مگر وہ یہ نہ بتا سکے کہ مزید کتنے لوگ مدد کے منتظر ہیں، انہیں کب اور کیسے

فوجی اہلکار متاثرہ علاقوں میں امداد تقسیم کررہے ہیں

مشکل سے نکالا جائے گا؟ چیف سیکرٹری نے روایتی انداز میں صوبے کو آفت زدہ قرار دے کر دفعہ 144 نافذ کردی اور عوام سے اپیل بھی کی کہ آئندہ 10 روز کے دوران غیر ضروری سفر سے گریز کریں تاکہ بارشوں سے پیدا ہونے والی صورتحال سے بچا جاسکے۔

اس کے علاہ پی ڈی ایم اے کا دعویٰ ہے کہ موجودہ صورتحال میں محکمے کی جانب سے متاثرہ علاقوں میں یکم جون سے اب تک 11 ہزار 875 ٹینٹ، 8 ہزار 130 کمبل، 7 ہزار 600 پانی کے کولر، 5 ہزار 70 گیس سلینڈر اور 16 ہزار 287 کھانے پینے کی اشیا فراہم کی گئی ہیں۔

مگر حقیقت تو یہ ہے کہ حکومتِ بلوچستان اور محکمہ پی ڈی ایم اے کی جاری کردہ تفصیلات اور کارکردگی صرف دستاویزات، رپورٹوں، اجلاسوں اور فوٹو سیشن کی حد تک ہی محدود ہیں اور زمینی حقائق اس سے کئی گنا زیادہ خوفناک ہیں۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق حالیہ مون سون بارشوں نے 40 لاکھ افراد کو متاثر کیا ہے، سیکڑوں کچی آبادیاں اور گاؤں سیلابی پانی میں ڈوب چکے ہیں، کئی اضلاع گزشتہ 4 روز سے بجلی سے محروم ہیں جبکہ کسانوں کو اپنے باغات اور فصلوں کا نقصان بھی برداشت کرنا پڑا ہے۔ ایسے میں حکومتِ بلوچستان کے کیے گئے یہ تمام اقدامات ان کے دکھوں کا مداوا نہیں کرسکتے۔ سیدھی اور سچی بات یہ ہے کہ بلوچستان کے لیے کوئی سوچنے والا اور اس کی فکر کرنے والا نہیں ہے۔ یہاں بار بار ایسی حکومتیں لائی جاتی ہیں جنہیں صرف اس کے وسائل سے مطلب ہے، اس کے مسائل حل کرنے سے انہیں کوئی سروکار نہیں اور جب تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا تب تک حالات میں بہتری کے کوئی امکانات نہیں۔

ڈان میڈیا گروپ کا لکھاری اور نیچے دئے گئے کمنٹس سے متّفق ہونا ضروری نہیں۔

(بشکریہ روزنامہ ڈان)

جہد حق پڑھنے والے توجہ کریں

- آپ نے اس شمارہ کا مطالعہ کیا۔
  جو خامیاں/ کمزوریاں آپ کو نظر آئی ہوں۔ ان کی نشاندہی خط کے ذریعے سے کیجئے۔
- آپ بھی اپنے علاقے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹ/ اطلاع ہمیں اس رسالہ میں چھپنے والا رپورٹ فارم پُر کرکے بذریعہ ڈاک روانہ کرسکتے ہیں۔ حقائق اچھی طرح سے تصدیق کرکے لکھیں۔

HRCP کارکن متوجہ ہوں

''جہدحق'' کے لیے رپورٹ فارم کے مطابق کوائف پرمبنی رپورٹیں، خبریں، تصاویر اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق دیگر مواد مہینے کے تیسرے ہفتہ تک پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے مرکزی دفتر میں پہنچ جانا چاہیے تاکہ یہ اگلے شمارے میں شائع کیا جاسکے۔

جہدحق کا تازہ شمارہ اور پچھلے شمارے ویب سائٹ پر موجود ہیں۔ پتہ:

www.hrcp-web.org

اظہارِ معذرت و تصحیح

جہدِ حق کے اپریل 2022 کے شمارے میں ایک مضمون بعنوان 'باجوڑ میں اقلیتی برادری کے نوجوان ملازمتوں سے محروم' غلطی کے سبب مسعود شاہ کے نام سے شائع ہوا جبکہ مذکورہ مضمون کے اصل مصنف حنیف اللہ خان تھے۔ ہم اس غلطی پر حنیف اللہ خان اور جہدحق کے قارئین سے معذرت کرتے ہیں۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

''ایوان جمہور'' 107 - ٹیپو بلاک،

نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

پاکستان میں غیر واضح جنسی شناخت کے حامل افراد کو کن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

عزیزاللہ خان

'میرا جسم لڑکیوں کی طرح لیکن احساسات لڑکوں والے تھے۔ چہرے پر بال آ رہے تھے اور ماہواری سال میں ایک آدھ مرتبہ آتی تھی۔ میں ذہنی تناؤ کا شکار ہو گیا تھا۔'

غضنفر (فرضی نام) نے اپنی عمر کے 25 سال اسی ابہام میں گزار دیے کہ وہ لڑکا ہیں یا پھر لڑکی۔

جنس کا ابہام ایک ایسا مسئلہ ہے جس کی مختلف سائنسی وجوہات ہو سکتی ہیں لیکن معاشرے میں اس قدرتی عمل سے متعلق طرح طرح کے خیالات پائے جاتے ہیں۔

غضنفر بتاتے ہیں کہ 'خاندان کے لوگ کہتے تھے تمھارے چہرے پر بال کیوں ہیں، تمھارے چلنے کا سٹائل لڑکوں جیسا کیوں ہے۔ اس طرح کی باتوں سے میں پریشان رہتا تھا۔'

غیر واضح جنس

خیبر پختونخوا کے ضلع ہری پور سے تعلق رکھنے والے غضنفر سے میری ملاقات پشاور کے ایک نجی ہسپتال نارتھ ویسٹ جنرل ہسپتال میں ہوئی۔

وہ جینز پہنے، فوجی سٹائل ہیئر کٹ کے ساتھ مردوں میں ایسے بیٹھے تھے کہ کوئی ان کو دیکھے تو اسے گمان بھی نہ ہو کہ صرف دو تین برس پہلے یہ نوجوان جسمانی طور پر ایک لڑکی تھی۔

غضنفر سرجری کروانے کے بعد اس ہسپتال میں ڈاکٹر عبید اللہ کے پاس معائنے کے لیے آئے تھے۔ ان کی سرجری کے دو سیشن ابھی باقی ہیں جو آئندہ چند ماہ میں مکمل ہوں گے۔ اس پلاسٹک سرجری کے دوران ان کا عضو تناسل امپلانٹ کیا گیا جس سے پہلے ایک اور سرجری میں ان کی چھاتی کا آپریشن کیا گیا۔

لیکن یہ سب آسان نہیں تھا۔ غضنفر نے بتایا کہ یہ ان کے لیے مشکل وقت تھا کہ وہ کیا فیصلہ کریں۔

'لوگوں کی باتیں ایک طرف، گھر میں ایک بھائی بھی مخالفت کر رہے تھے۔ ایسے میں مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ میں نہ تو مکمل لڑکی تھی اور نہ ہی میں مکمل لڑکا تھا۔'

دنیا میں پیدا ہونے والے کئی بچے ایسے ہوتے جن کی جنس پیدائش کے وقت واضح نہیں ہوتی۔ اس کی ایک نشانی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ان کے جسم میں جنس کے اعضا نامکمل ہوں یا پھر بچے کے جسم کی اندرونی اور بیرونی ساخت مختلف ہو۔

ماہرین کہتے ہیں کہ کچھ لوگ جینڈر کی بنیاد پر مسائل کا شکار ہوتے ہیں تو چند سیکس یا تولیدی نظام کے حوالے سے دشواریوں کا سامنا کرتے ہیں۔

پاکستان میں کتنے لوگ جنس تبدیل کرواتے ہیں؟

گزشتہ سال سینیٹ میں جماعت اسلامی کے مشتاق احمد نے سوال پوچھا تھا کہ 2018 سے جون 2021 تک جنس کی تبدیلی کی کتنی درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔

اس سوال کا جواب سابق وزیر داخلہ شیخ رشید احمد نے دیا تھا جس کے مطابق اس عرصے میں 28500 سے زیادہ ایسی درخواستیں موصول ہوئی تھیں۔

حکومت کے اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد سے عورت بننے کی 16500 جبکہ عورت سے مرد بننے کے لیے 12000 سے زیادہ درخواستیں آئی تھیں۔

اس کے علاوہ مرد سے خواجہ سرا بننے کی 9 درخواستیں جبکہ عورت سے خواجہ سرا بننے کی کوئی درخواست موصول نہیں ہوئی تھی۔ یہ بھی بتایا گیا تھا کہ خواجہ سرا سے مرد بننے کی 21 اور خواجہ سرا سے عورت بننے کی 9 درخواستیں موصول ہوئی تھیں۔

غضنفر کی کہانی

غضنفر کا شمار بھی انھی لوگوں میں ہوتا ہے جن کو بچپن سے ہی مسائل کا سامنا تھا۔ وہ بتاتے ہیں کہ مسئلہ صرف جسمانی ہی نہیں تھا۔

'مجھے شروع سے ہی لڑکیوں میں بیٹھنا اچھا نہیں لگتا تھا۔ مجھے مجبوراً لڑکیوں کے کپڑے پہننا پڑتے تھے۔ لیکن میں اپنی حالت کسی کو بتا نہیں سکتا تھا۔'

'آج سے چار پانچ سال پہلے میں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ مجھے اب مکمل علاج کرانا ہے اور ڈاکٹروں کے مشورے سے میں نے لڑکا بننے کا فیصلہ کیا تھا۔'

'میں نے گھر میں بات کی۔ والد نے میری مکمل حمایت کی اور وہ میرے ساتھ ڈاکٹر کے پاس بھی گئے۔ باقی بھائیوں کو کوئی اعتراض نہیں تھا لیکن ایک بھائی نے مخالفت کی۔'

'معاشرے میں اور قریبی لوگوں میں کسی کو علم بھی نہیں ہوا لیکن اپنے خاندان میں لوگوں نے سپورٹ کیا۔ میں نے کسی کی پرواہ نہیں کی کہ کوئی کیا سوچتا ہے۔ میں نے اپنی زندگی کا فیصلہ خود کیا اور ڈاکٹر بھی خواہ مخواہ تو کسی کا آپریشن نہیں کرتے۔'

'اب میری عمر 30 سال ہے اور آج سے چار سال پہلے میں نے باقاعدہ لڑکوں والے کپڑے پہننا شروع کیے۔ مجھے پہلے بھی جینز اور کرتا پسند تھا۔ اب اپنے آپ کو پرسکون محسوس کرتا ہوں۔ پہلے میں ڈیپریشن کا شکار تھا۔'

غضنفر کا ارادہ ہے کہ جب ان کے ایک دو آپریشن، جو رہتے ہیں، مکمل ہو جائیں گے تو وہ میڈیا میں کام کریں گے۔

غیر واضح جنس کے علاج کی اجازت

غضنفر نے جب اسلام آباد میں ایک ڈاکٹر سے رابطہ کیا تو ان کے ٹیسٹ کیے گئے۔ ان کو بتایا گیا کہ ان کا مسئلہ جنسی شناخت کا ہے جس کا شکار کئی لوگ ہوتے ہیں۔ مثبت بات یہ تھی کہ ان کا علاج آپریشن کے ذریعے ممکن تھا لیکن اس سے پہلے ان کو عدالت سے اجازت نامہ اور علما سے فتوی درکار تھا۔

اسلام آباد میں اخراجات کی وجہ سے وہ علاج نہیں کروا سکے جس کے بعد ان کا پشاور میں ڈاکٹر عبید اللہ سے رابطہ ہوا۔

ڈاکٹر عبید اللہ نے بتایا کہ 'ایران میں ماہر نفسیات لکھ کر دے دے تو بچے کی جنس متعین کی جا سکتی ہے جبکہ مصر کی جامعہ الاظہر کے مطابق جنس کی تبدیلی منع ہے لیکن جنس میں کوئی مسئلہ ہو تو اس کی اصلاح یا اس کا علاج کیا جا سکتا ہے۔'

ڈاکٹر عبید اللہ کے مطابق پاکستان میں بھی عدالت اور علماء کی اجازت اور ماہرین کی رائے کے بعد ہی جنس کا تعین کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔

غضنفر نے عدالت سے اجازت نامہ اور فتوی حاصل کر لیا اور اب ان کا علاج کامیابی سے جاری ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ 'امید ہے بہت جلد یہ سارا پروسیجر مکمل ہو جائے گا اور پھر میں شادی کروں گا۔'

پشاور کے ایک نجی ادارے نارتھ ویسٹ جنرل ہسپتال میں 16 ماہر ڈاکٹرز کا ایک پینل مہینے میں ایک بار ایسے مریضوں کو دیکھتا ہے جن کی جنس غیر واضح ہوتی ہے۔

پلاسٹک سرجن ڈاکٹر عبید اللہ بھی اس پینل کا حصہ ہیں جنھوں نے بی بی سی کو بتایا کہ اس پینل کے سامنے وہ مریض بلائے جاتے ہیں جن کے مسائل زیادہ پیچیدہ ہوتے ہیں۔

'ان کے ہارمونز اور کروموسومز کے علاوہ دیگر مسائل ہوتے ہیں۔ اس لیے ان تمام ماہرین کی رائے کے بعد فیصلہ کیا جاتا ہے کہ ایک مخصوص کیس میں کیا کرنا ہے۔ اگر مریض

نابالغ ہے تو اس کے والدین سے مشاورت کی جاتی ہے۔'

والدین کی مشکلات

اس پینل میں ایک پانچ سالہ بچے کا کیس بھی آیا جس کی والدہ سنبل (فرضی نام) نے بی بی سی کو بتایا کہ پیدائش کے بعد ان کے بچے کے عضو تناسل کی جگہ پر سوجن تھی جس پر انھوں نے ڈاکٹروں سے رابطہ کیا۔

انھوں نے بتایا کہ ٹیسٹ ہوئے تو معلوم ہوا کہ بچے کی جسمانی ساخت لڑکوں والی ہے لیکن عضو تناسل نہیں ہے۔

اب اس بچے کے علاج کا فیصلہ ہوا ہے۔ سنبل کا مشورہ ہے کہ اگر کسی کے والدین کو ایسا محسوس ہو تو متعلقہ ڈاکٹروں سے فوری طور پر رابطہ کرنا چاہیے تاکہ مسائل کا حل فوری طور پر تلاش کیا جا سکے۔

محمد عاطف (فرضی نام) کا تعلق خیبر پختونخوا کے ضلع مردان سے ہے۔ ان کی بیٹی کی عمر لگ بھگ 14 سال ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ 'اس کے جسم کے اندر روح لڑکوں والی ہے۔'

انھوں نے بتایا کہ پیدائش کے وقت انھیں کچھ شک ہوا اور وہ بچی کو کراچی اور اسلام آباد میں ڈاکٹروں کے پاس لے کر گئے۔

'انھوں نے کچھ ادویات دیں جو ڈاکٹروں کے مطابق 13 سال تک استعمال کرنا تھیں۔ بچی نے یہ 13 سال انتہائی مشکل سے گزارے اور ادویات بھی بہت مہنگی ہوتی تھیں۔'

ڈاکٹر غیر واضح جنس کے کیسز میں کیا کرتے ہیں؟

غیر واضح جنس کے ساتھ پیدا ہونے والے افراد کی مختلف اقسام ہیں۔ ڈاکٹر عبید اللہ ماہر پلاسٹک سرجن ہیں اور اب تک متعدد ایسے افراد کے آپریشن کر چکے ہیں جن کی جنس غیر واضح تھی اور انھیں مصنوعی اعضاء لگائے ہیں۔

ڈاکٹر عبید اللہ بتاتے ہیں کہ جنس کا تعین پانچ جگہوں سے ہوتا ہے۔

'ایکس کروموسومز اور وائی کروموسومز لڑکے اور لڑکی کے فرق کا بتاتے ہیں اور پھر ایس آر وائی جین ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی مختلف فیکٹرز ہوتے ہیں جن میں نفسیاتی اثر ہوتا ہے، والدین اپنے بچوں کو کیسا دیکھنا چاہتے ہیں اور وہ بچہ یا بچی خود اپنے اندر کیا احساسات رکھتے ہیں۔'

ان کا کہنا تھا کہ اگر ہارمونز یا کروموسومز کی کمی ہو تو اس کے لیے ادویات فراہم کی جاتی ہیں لیکن 'اگر جسم کے اندر ریسیپٹرز نہیں ہیں تو اثر نہیں ہوتا۔ پھر مختلف طریقہ اپنایا جاتا ہے۔'

ڈاکٹروں کے پینل کے سامنے پیش ہونے والے بیشتر افراد شرم کی وجہ سے بات کرنے کو تیار نہیں ہوتے اور اس سارے عمل کو خفیہ رکھنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹروں کے مطابق اب لوگوں میں جنسی شناخت کے مسئلے کی آگہی پیدا ہو رہی ہے۔

اس پینل میں پلاسٹک سرجن، فیزیشن، ماہر امراض بچگان، ماہر امراض نسواں کے ساتھ ساتھ انڈوکرائنالوجسٹ، سرجنز اور دیگر ماہرین بھی موجود ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر عبید اللہ نے بتایا کہ ان کے پاس ایک خاتون لیکچرر اور ایک نرس علاج کے لیے آئیں۔

'ان میں سے لیکچرر نے مرد بننے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس خاتون کو کہا گیا کہ دو سال تک اسے لڑکا بن کر رہنا ہوگا کیونکہ اگر ان کی سرجری کی جائے گی تو واپسی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ لیکچرر نے اپنی نوکری سے استعفی دے دیا اور ایک گاؤں میں مرد بن کر دوکان کھول لی۔ مردانہ کپڑے پہن کر وہ دو سال تک رہیں جس کے بعد ان کا آپریشن کیا گیا اور مکمل مرد بنا دیا گیا۔'

'نرس نے خاتون بننے کی خواہش کا اظہار کیا تو سرجری سے سینے بڑھا دیے گئے اور ویجائنا بھی پلاسٹک سرجری سے نصب کر دی گئی۔ یہ خاتون بچے پیدا کرنے کی صلاحیت اب نہیں رکھتی۔'

ڈاکٹر عبید اللہ کا کہنا تھا کہ جنس کے تعین کے لیے میڈیکل پروسیجرز پانچ سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے مکمل ہو جانا چاہیے اور اس کے مختلف وجوہات ہیں۔

ڈاکٹر عبید اللہ نے بتایا کہ 'پانچ سال کی عمر میں بچے کو سکول میں داخل کیا جاتا ہے اور اس عمر میں اگر بچے کو جنسی شناخت کے جسمانی یا نفسیاتی مسائل کا سامنا ہو تو اسے سکول کے دیگر بچوں کے مزاق کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔'

'دوسری بات یہ ہے کہ پانچ سال کے بعد جو سرجری ہوتی ہے وہ بچے کو یاد رہتی ہے اور بچے کے ذہن میں ایسی کوئی بھی بات باقی رہ جائے کہ اس میں جنسی طور پر کوئی کمی تھی تو نفسیاتی اثر ہوتا ہے۔'

انھوں نے بتایا کہ ان کے ایسے مریض بھی رہے ہیں جنھوں نے ایسے ہی مسائل کی وجہ سے خودکشی کر لی تھی۔

ہائپوسپیڈیا کیا ہے؟

ڈاکٹروں کے مطابق ہائپوسپیڈیا کے کیسز کی تعداد میں گزشتہ 70 سالوں میں اضافہ ہوا ہے۔ بنیادی طور پر اس کیس میں عضو تناسل کی جگہ ایک سوراخ ہوتا ہے جہاں سے پیشاب خارج ہوتا ہے۔ ایسے کیسز میں عضو سکڑنا یا انتہائی چھوٹا ہونا شروع ہو جاتا ہے جس سے مسائل بڑھ جاتے ہیں۔

ڈاکٹر عبید کے مطابق کزنز کے درمیان شادی سے ایسے مسائل ہوتے ہیں اور ایسے واقعات سوات اور باجوڑ سے بہت زیادہ سامنے آتے تھے۔

'لڑکا بن جائے تو فخر، لڑکی بنے تو سٹگما'

دنیا میں بحث جاری ہے کہ کیا غیر واضح جنس کے ساتھ پیدا ہونے والے بچے کی جنس کا تعین کرنے کا اختیار بچے کے والدین کو ہونا چاہیے یا والدین کو 18 سال تک انتظار کرنا چاہیے جب بچہ بالغ ہو جائے تاکہ وہ خود فیصلہ کرے کہ اس نے کس جنس کو اختیار کرنا ہے۔

ڈاکٹر عبید اللہ نے بی بی سی کو بتایا کہ مغربی ممالک میں 18 سال تک ایسے بچے کو نیوٹرل کا نام دیا جاتا ہے۔ 'ان ممالک میں جذبات کو ایک طرف رکھ دیا گیا ہے اور اس بچے کی جنس متعین نہیں کی جاتی۔'

'ہمارے معاشرے میں ایسا ممکن نہیں ہے کیونکہ کوئی نیوٹرل بچہ یعنی غیر واضح جنس کے ساتھ بچہ کیسے معاشرے کا مقابلہ کر سکتا ہے۔'

ان کا کہنا تھا کہ ان کے سامنے اب تک ایسے کسی والدین یا بچے کا کیس نہیں آیا جو بچے نیوٹرل کی شناخت اپنانا چاہتے ہوں۔ ایک غیر سرکاری تنظیم بلیو وینز کے پروگرام مینیجر قمر نسیم نے بی بی سی کو بتایا کہ انٹرسیکس کے لیے جاری تحریک کے معیار کے مطابق 18 سال سے پہلے کسی بچے کی جنس کا تعین کرنا موزوں نہیں کیونکہ 'ہو سکتا ہے کہ اس بچے میں دونوں جنس کے اثرات ہوں اور وہ بچہ 18 سال کی عمر کے بعد کوئی مختلف فیصلہ کرنا چاہتا ہو۔'

قمر نسیم کے مطابق 'اگر ایک لڑکی جنس کی تبدیلی کے بعد لڑکا بن جائے تو اس پر فخر کیا جاتا ہے لیکن قدرت کے اس نظام کے تحت اگر کوئی لڑکا جنسی تبدیلی کے عمل میں لڑکی بن جائے تو یہ ایک سٹگما بن جاتا ہے۔'

پاکستان میں اس موضوع پر اب تک بات کرنا عام نہیں اور اس بارے میں گفتگو کرنا والدین یا متاثرہ افراد کے لیے ایک بڑا مسئلہ ثابت ہوتا ہے لیکن ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ ایک قدرتی عمل ہے اور اس کے بارے میں آگہی دینا حکومت کی ذمہ داری ہے۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

انسانی حقوق کا عالمی منشور

10 دسمبر 1948ء کو اقوام عالم نے انسانی حقوق کا مندرجہ ذیل عالمی منشور منظور کیا

دفعہ - 1

تمام انسان آزاد اور حقوق و عزت کے اعتبار سے برابر پیدا ہوئے ہیں۔ انھیں ضمیر اور عقل ودیعت ہوئی ہے۔ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہیے۔

دفعہ -2

ہر شخص ان تمام آزادیوں اور حقوق کا مستحق ہے جو اس اعلان میں بیان کیے گئے ہیں اور اس حق پر نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب اور سیاسی تفریق کا یا کسی قسم کے عقیدے، قومیت، معاشرے، دولت یا خاندانی حیثیت وغیرہ کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

اس کے علاوہ کسی بھی شخص کے ساتھ اس کے علاقے یا ملک کی، سیاسی، عملی یا بین الاقوامی حیثیت کی بناء پر کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا، خواہ وہ ملک یا علاقہ آزاد ہو یا تولیتی ہو یا غیر مختار ہو یا اقدار اعلیٰ کے لحاظ سے کسی اور بندش کا پابند ہو۔

دفعہ - 3

ہر شخص کو اپنی آزادی، زندگی اور تحفظ کا حق ہے۔

دفعہ - 4

کوئی شخص، غلام یا لونڈی بنا کر نہ رکھا جا سکے گا۔ غلامی اور بردہ فروشی، چاہے اس کی کوئی بھی شکل ہو، ممنوع ہوگی۔

دفعہ - 5

کسی شخص کو جسمانی اذیت، یا ظالمانہ انسانیت سوز، یا ذلت آمیز سزا نہیں دی جائے گی۔

دفعہ - 6

ہر شخص کا حق ہے کہ ہر جگہ اس کی قانونی حیثیت کو تسلیم کیا جائے۔

دفعہ - 7

قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور سب بغیر کسی تفریق کے قانون کے اندر امان پانے کے برابر کے حق دار ہیں۔ اس اعلان کی خلاف ورزی میں جو بھی تفریق کی جائے یا جس تفریق کی بھی ترغیب دی جائے، اس سے بچاؤ کے سب برابر کے حقدار ہیں۔

دفعہ - 8

ہر شخص کو ان فعال کے خلاف جو دستور یا قانون میں دیے ہوئے بنیادی حقوق کی نفی کرتے ہوں، بااختیار قومی عدالتوں سے موئثر طریقے سے چارہ جوئی کرنے کا حق ہے۔

دفعہ - 9

کسی شخص کو من مانے طور پر گرفتار، نظر بند، یا جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ - 10

ہر شخص کو یکساں طور پر حق حاصل ہے کہ اس کے حقوق و فرائض کے تعین یا اس کے خلاف کسی عائد کردہ جرم کے فیصلے کے بارے میں اسے ایک آزاد اور غیر جانب دار عدالت میں کھلی اور منصفانہ سماعت کا موقع ملے۔

دفعہ - 11

(1) ایسے ہر شخص کو جس پر کوئی فوجداری الزام عاید کیا جائے، اس وقت تک بے گناہ شمار کیے جانے کا حق ہے جب تک کہ اس پر کھلی عدالت میں قانون کے مطابق جرم ثابت نہ ہو جائے اور اسے اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا موقع اور تمام ضمانتیں نہ دی جا سکی ہوں۔

(2) کسی شخص کو کسی ایسے فعل یا فروگزاشت کی بناء پر جو ارتکاب کے وقت قومی یا بین الاقوامی قانون کے اندر تعزیری جرم شمار نہیں کیا جاتا تھا، کسی تعزیری جرم میں ماخوذ نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی اسے کوئی ایسی سزا دی جائے گی جو جرم کے ارتکاب کے وقت کی مقرر کردہ سزا سے زائد ہو۔

دفعہ - 12

کسی شخص کی نجی زندگی، خانگی زندگی، گھر بار، خط و کتابت میں من مانے طریقے پر مداخلت نہ کی جائے اور نہ ہی اس کی عزت اور نیک نامی پر حملے کیے جائیں گے۔ ہر شخص کو ایسے حملے یا مداخلت سے قانونی تحفظ کا حق ہے۔

دفعہ - 13

(1) ہر شخص کو اپنی ریاست کی حدود کے اندر نقل و حرکت کرنے اور کہیں بھی سکونت اختیار کرنے کی آزادی کا حق ہے۔

(2) ہر شخص کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ کسی ملک سے چلا جائے چاہے یہ ملک اس کا اپنا ہو اور اسی طرح اسے اپنے ملک میں واپس آجانے کا بھی حق ہے۔

دفعہ - 14

(1) ہر شخص کو عقیدے کی بنا پر ایذا رسانی سے بچنے کے لیے دوسرے ملکوں میں پناہ حاصل کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔

(2) یہ حق ان عدالتی کاروائیوں سے بچنے کے لیے استعمال میں نہیں کیا جا سکتا جو خالصتاً غیر سیاسی جرائم یا ایسے افعال کی وجہ سے عمل میں آتی ہیں جو اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف ہیں۔

دفعہ - 15

(1) ہر شخص کو قومیت کا حق ہے۔

(2) کوئی شخص محض من مانے طور پر قومیت سے محروم نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس کو اپنی قومیت تبدیل کرنے کا حق دینے سے انکار کیا جائے گا۔

دفعہ - 16

(1) بالغ مردوں اور عورتوں کو بغیر ایسی پابندی کے جو نسل، قومیت، یا مذہب کی بنا پر لگائی جائے شادی بیاہ کرنے اور گھر بسانے کا حق ہے۔ مردوں اور عورتوں کو نکاح، ازواجی زندگی اور نکاح کو فسخ کرنے کے معاملے میں برابر کے حقوق حاصل ہیں۔

(2) نکاح فریقین کی پوری آزادی اور رضامندی سے ہوگا۔

(3) خاندان، معاشرے کی فطری اور بنیادی اکائی ہے اور وہ معاشرے اور ریاست دونوں کی طرف سے حفاظت کا حقدار ہے۔

دفعہ - 17

(1) ہر انسان کو تنہا یا دوسروں سے مل کر جائیداد رکھنے کا حق ہے۔

(2) کسی شخص کو زبردستی اس کی جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ - 18

ہر انسان کو آزادی فکر، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا پورا حق ہے۔ اس حق میں مذہب اور عقیدے کو تبدیل کرنے اور اجتمائی یا انفرادی طور پر خاموشی یا کھلے بندوں اپنے عقیدے کی تبلیغ، اس پر عمل، اور اس کی عبادات اور رسومات پوری کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔

دفعہ - 19

ہر شخص کو اپنی رائے رکھنے اور اظہار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں یہ امر بھی شامل ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اور بلا کسی قسم کی مداخلت کے اپنی رائے پر قائم رہے اور جس ذریعے سے چاہے اور ملکی سرحدوں کے حائل ہوئے بغیر معلومات اور خیالات کا حصول اور ان کی ترسیل کرے۔

دفعہ - 20

(1) ہر شخص کو پرامن طریقے سے ملنے جلنے اور انجمنیں قائم کرنے کی آزادی کا حق ہے۔

(2) کسی شخص کو کسی انجمن میں شامل ہونے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

دفعہ - 21

(۱) ہر شخص کو اپنے ملک کی حکومت میں براہ راست یا آزادانہ طور پر منتخب کیے ہوئے نمائندوں کے ذریعے حصہ لینے کا حق ہے۔

(2) ہر شخص کو اپنے ملک میں سرکاری ملازمت حاصل کرنے کا برابر کا حق ہے۔

(3) عوام کی مرضی حکومت کے اقتدار کی بنیاد ہوگی۔ یہ مرضی وقتاً فوقتاً ایسے حقیقی انتخابات کے ذریعے ظاہر کی جائے گی جو عام اور مساوی رائے دہندگی کی بنیاد پر ہوں گے اور جو خفیہ ووٹ یا اس کے مماثل کسی دوسرے آزادانہ طریقہ رائے دہندگی کے مطابق عمل میں آئیں گے۔

دفعہ - 22

معاشرے کے رکن کی حیثیت سے ہر شخص کو معاشرتی تحفظ کا حق حاصل ہے اور یہ حق بھی وہ ملک کے نظام اور وسائل کے مطابق قومی کوشش اور بین الاقوامی تعاون سے ایسے اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کو عملاً حاصل کرے، جو اس کی عزت اور شخصیت کی آزادانہ نشو نما کے لیے لازم ہیں۔

دفعہ - 23

(1) ہر شخص کو کام کاج، روزگار کے آزادانہ انتخاب، کام کاج کی مناسب و معقول شرائط اور بے روزگاری کے خلاف تحفظ کا حق ہے۔

(2) ہر شخص کو کسی تفریق کے بغیر مساوی کام کے لیے مساوی معاوضے کا حق ہے۔

(3) ہر شخص جو کام کرتا ہے وہ ایسے مناسب و معقول مشاہرے کا حق رکھتا ہے جو خود اس کے اور اس کے اہل و عیال کے لیے باعزت زندگی کا ضامن ہو اور جس میں اگر ضروری ہو تو معاشرتی تحفظ کے دوسرے ذریعوں سے اضافہ کیا جا سکے۔

(4) ہر شخص کو اپنے مفاد کے بچاؤ کے لیے تجارتی انجمنیں، (ٹریڈ یونین) قائم کرنے اور اس میں شریک ہونے کا حق حاصل ہے۔

دفعہ - 24

ہر شخص کو آرام اور فرصت کا حق ہے جس میں کام کے گھنٹوں کی حد بندی اور تنخواہ کے ساتھ مقررہ وقفوں پر تعطیلات میں شامل ہیں۔

دفعہ - 25

(1) ہر شخص کو اپنی اور اپنے اہل و عیال کی صحت اور فلاح و بہبود کے لیے مناسب معیار زندگی کا حق ہے جس میں خوراک، پوشاک، مکان اور علاج کی سہولتیں اور دوسری ضروری معاشرتی مراعات، اور بیروزگاری، بیماری، معذوری، بیوگی، بڑھاپا اور ان حالات میں روزگار سے محرومی جو اس کے قبضہء قدرت سے باہر ہوں، کے خلاف تحفظ کا حق شامل ہے۔

(2) زچہ اور بچہ خاص توجہ اور امداد کے حق دار ہیں۔ تمام بچے خواہ وہ شادی کے بغیر پیدا ہوئے ہوں یا شادی کے بعد، معاشرتی تحفظ سے یکساں طور پر مستفید ہوں گے۔

دفعہ - 26

(1) ہر شخص کو تعلیم کا حق ہے۔ تعلیم کم سے کم ابتدائی اور بنیادی درجوں میں مفت ہوگی۔ ابتدائی تعلیم لازمی ہوگی۔ فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنے کا عام انتظام کیا جائے گا اور لیاقت کی بنا پر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا سب کے لیے مساوی طور پر ممکن ہوگا۔

(2) تعلیم کا مقصد انسانی شخصیت کی پوری نشو نما ہوگا اور وہ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام میں اضافہ کرنے کا ذریعہ ہوگی۔ وہ تمام قوموں اور نسلی یا مذہبی گروہوں کے درمیان باہمی مفاہمت، رواداری اور دوستی کو ترقی دے گی اور امن کو برقرار رکھنے کے لیے اقوام متحدہ کی سرگرمیوں کو آگے بڑھائے گی۔

(3) والدین کو اس بات کے تصفیہ کا اولین حق ہے کہ ان کے بچوں کو کس قسم کی تعلیم دی جائے گی۔

دفعہ - 27

(1) ہر شخص کو قوم کی ثقافتی زندگی میں آزادانہ حصہ لینے، فنون لطیفہ سے مستفید ہونے اور سائنس کی ترقی اور اس کے فوائد میں شرکت کا حق حاصل ہے۔

(2) ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ اس کے ان اخلاقی اور مادی مفادات کا تحفظ کیا جائے جو اسے ایسی سائنسی، فنی یا ادبی تصنیف سے، جس کا وہ مصنف ہے، حاصل ہوتے ہیں

دفعہ - 28

ہر شخص ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی نظام کا حقدار ہے جس میں وہ تمام آزادیاں اور حقوق حاصل ہو سکیں جو اس اعلان میں شامل ہیں۔

دفعہ - 29

(1) ہر شخص پر معاشرے کے حق ہیں کیونکہ معاشرے میں رہ کر اس کی شخصیت کی آزادانہ اور پوری نشوونما ممکن ہے۔

(2) اپنی آزادیوں اور حقوق سے فائدہ اٹھانے میں ہر شخص صرف ایسی حدود کا پابند ہوگا جو دوسروں کی آزادیوں اور حقوق کو تسلیم کرانے اور ان کا احترام کرانے کی غرض سے اور ایک جمہوری نظام میں اخلاق، امن عامہ اور عام فلاح و بہبود کے مناسب لوازمات کو پورا کرنے کے لیے قانون کی طرف سے عائد کی گئی ہوں۔

(3) یہ حقوق اور آزادیاں کسی حالت میں بھی اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف عمل میں نہیں لائی جا سکتیں۔

دفعہ - 30

اس اعلان کی کسی چیز سے کوئی ایسی بات مراد نہیں لی جا سکتی جس سے کسی ملک، گروہ یا شخص کو کسی ایسی سرگرمی میں مصروف ہونے یا کسی ایسے کام کو انجام دینے کا حق پیدا ہو جس کا منشا ان حقوق اور آزادیوں کی نفی ہو جو یہاں پیش کی گئی ہیں۔

6 مزدوروں کی لاشیں برآمد

جھمپیر 7 جولائی کو جھمپیر میں کوئلے کی کان میں دب کر 6 مزدور جاں بحق ہو گئے جن کی لاشیں 40 گھنٹے بعد نکال لی گئیں، باقی مزدوروں کی تلاش کے لئے ریسکیو آپریشن جاری ہے۔تفصیلات کے مطابق دو روز قبل پہاڑوں سے آنے والے برساتی ریلے کا پانی جھمپیر میں مٹنگ ریلوے سٹیشن کے پاس کوئلے کی کان میں داخل ہو گیا جس کے نتیجے میں دس مزدور پانی میں ڈوب گئے تھے۔مزدوروں کو نکالنے کیلئے ریسکیو آپریشن شروع کیا گیا، چالیس گھنٹے کے بعد چھ مزدوروں کی لاشیں نکال لی گئی ہیں جبکہ باقی کی تلاش جاری ہے، جاں بحق مزدوروں کا تعلق خیبر پختونخوا کے ضلع سوات سے ہے۔

(مسعود شاہ)

شاہراہیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں

سانگھڑ ضلع سانگھڑ کی تحصیل ٹنڈو آدم شہر کی بیشتر سڑکوں پر گڑھے پڑ گئے ہیں جس سے ٹریفک کی روانی میں شدید خلل پڑ رہا ہے، گڑھوں کی وجہ سے ٹریفک جام ہو رہا ہے اور گاڑیوں کا بھی نقصان ہو رہا ہے شہریوں نے ضلعی انتظامیہ سے اپیل کی ہے کہ سڑکوں کے گڑھے بھرے جائیں تفصیلات کے مطابق ٹنڈو آدم میں عرصہ دراز سے شہر کی سڑکوں کو نظرانداز کیا گیا ہے اور اگر کام شروع ہوا تو ادھورا پڑا ہوا ہے شہر کی مختلف شاہراہوں جن میں ایم اے جناح روڈ محمدی چوک ٹنڈو الہیار روڈ دارالعلوم جمن شاہ بنگلہ روڈ کھنڈو روڈ سمیت دیگر مقامات اور گلی محلوں میں گڑھے پڑ چکے ہیں جس میں نا صرف ٹریفک کی روانی میں خلل پڑ رہا ہے بلکہ گاڑیوں کو بھی نقصان پہنچ رہا ہے جبکہ گلی محلوں میں پیدل چلنا بھی دشوار ہو گیا ہے شہریوں نے ضلعی انتظامیہ سے اپیل کی ہے کہ سڑکوں پر پڑے گڑھے فوری طور پر بھرے جائیں تا کہ ٹریفک کی روانی میں خلل نہ پڑے اور گاڑیاں نقصان سے بچ سکیں۔

(ابراہیم خلجی)

بچوں پر تشدد کا کیس: جعلی پیر کی اندھی تقلید کی افسوسناک داستان کا انکشاف

پولیس نے جعلی پیر کو گرفتار کر لیا ہے

لاہور ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی (ڈی ایچ اے) لاہور میں گھریلو ملازم کے طور پر کام کرنے والے دو بچوں پر تشدد کے معاملے کی پولیس تحقیقات کے دوران یہ بات سامنے آئی ہے کہ ان بچوں کا آجر ان کی 7 سالہ بہن سے شادی کرنا چاہتا تھا جسے پولیس نے مرکزی ملزم کے قبضے سے برآمد کر لیا ہے۔ڈان اخبار کی رپورٹ کے مطابق ان میں سے ایک بچہ 10 سالہ کامران اپنے آجر کے دیے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے چل بسا جبکہ اس کا 6 سالہ چھوٹا بھائی رضوان زخمی ہو گیا تھا۔ جمعے کے روز پولیس نے مرکزی ملزم ابوالحسن کو ضلع بہاولپور میں چھاپہ مار کر گرفتار کیا جس سے ایک 7 سالہ بچی (الف) بھی برآمد ہوئی جو ان دو بچوں کی بہن نکلی۔تحقیقات سے یہ بات بھی سامنے آئی کہ ابوالحسن نے پیر ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور سندھ کے شہر حیدر آباد کا رہائشی اور ان بچوں کا والد عرفان اس کے پاس آیا کرتا تھا۔لاہور کے ڈی آئی جی انویسٹی گیشن کامران عادل نے ڈان کو بتایا کہ مرکزی ملزم ابوالحسن خود ڈیرہ غازی خان میں رہنے والے ایک نام نہاد پیر کا پیروکار ہے۔انہوں نے کہا کہ ابوالحسن نے عرفان کو بتایا تھا کہ ان کا ڈیرہ غازی خان کا پیر چاہتا ہے کہ وہ ایک کم عمر لڑکی سے شادی کرے۔ڈی آئی جی نے کہا کہ اس پر عرفان نے اپنی نابالغ بیٹی کی قربانی دینے پر آمادگی ظاہر کی اور مرکزی ملزم کے گھر منعقدہ ایک 'روح پرور تقریب' میں اسے ابوالحسن کے سپرد کر دیا۔انہوں نے کہا کہ یہ تفصیلات اس وقت سامنے آئیں جب پولیس نے حسن اور ڈیرہ غازی خان میں رہنے والے شخص (پیر) کے درمیان موبائل فون پر ہونے والی گفتگو کی ریکارڈنگ حاصل کی۔ڈی آئی جی نے کہا کہ پولیس کو درحقیقت ان فون کال ریکارڈنگ کے ذریعے دونوں لڑکوں کی بہن کے بارے میں پتا چلا۔انہوں نے بتایا کہ معلومات کے بعد انہوں نے لڑکی کی بازیابی کے لیے پولیس ٹیم تشکیل دی جبکہ ٹیلی فونک شواہد کو تحقیقات کا حصہ بنایا گیا ہے۔ان کا کہنا تھا کہ ٹیم نے بہاولپور میں ابوالحسن کے ٹھکانے کا پتا لگایا جہاں وہ گرفتاری سے بچنے کے لیے چھپا ہوا تھا۔ڈی آئی جی نے بتایا کہ پورے واقعے میں بچوں کے والد کا کردار چونکا دینے والا تھا کیونکہ اس نے نہ تو اپنے آجروں کے خلاف مقدمہ درج کرنے کے لیے پولیس سے رابطہ کیا اور نہ ہی تفتیشی عمل کو آگے بڑھایا۔انہوں نے کہا کہ پولیس اپنے طور پر مقامی مجسٹریٹ کے پاس گئی جس نے متوفی لڑکے کے پوسٹ مارٹم کی جانچ اور اس کی تدفین کی اجازت مانگی، ہم نے بچوں کے والد کے ٹھکانے کا پتا لگایا ہے جو حیدر آباد میں کہیں مقیم تھا۔انہوں نے کہا کہ اپنی نابالغ بیٹی کو ابوالحسن کو فروخت کرنے پر باپ کے خلاف انسانی اسمگلنگ کا مقدمہ بھی درج کیا جائے گا۔ایک سوال کے جواب میں ڈی آئی جی نے کہا کہ مرکزی ملزم نے دعویٰ کیا تھا کہ (الف) کی عمر 13 سال ہے لیکن نیشنل ڈیٹا بیس اینڈ رجسٹریشن اتھارٹی (نادرا) کے ریکارڈ سمیت دستاویزی شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی عمر 7 سال سے زیادہ نہیں ہے۔انہوں نے کہا کہ پولیس ابوالحسن کی ازدواجی حیثیت کی تصدیق کرنے کی بھی کوشش کر رہی ہے۔ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ مرکزی ملزم آئس ڈرگ کے نشے کا عادی ہے اور بظاہر نفسیاتی مریض لگتا ہے۔ڈی آئی جی نے کہا کہ ہم نے یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور سے بھی درخواست کی ہے کہ وہ سینئر ماہر نفسیات پر مشتمل ٹیم کو اس کیس کی تفتیش کا حصہ بنائے۔

(بشکریہ ڈان)

شاہراہیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں

سانگھڑ ضلع سانگھڑ کی تحصیل ٹنڈو آدم شہر کی بیشتر سڑکوں پر گڑھے پڑ گئے ہیں جس سے ٹریفک کی روانی میں شدید خلل پڑ رہا ہے، گڑھوں کی وجہ سے ٹریفک جام ہو رہا ہے اور گاڑیوں کا بھی نقصان ہو رہا ہے شہریوں نے ضلعی انتظامیہ سے اپیل کی ہے کہ سڑکوں کے گڑھے بھرے جائیں تفصیلات کے مطابق ٹنڈو آدم میں عرصہ دراز سے شہر کی سڑکوں کو نظرانداز کیا گیا ہے اور اگر کام شروع ہوا تو ادھورا پڑا ہوا ہے شہر کی مختلف شاہراہوں جن میں ایم اے جناح روڈ محمدی چوک ٹنڈو الہیار روڈ دارالعلوم جمن شاہ بنگلہ روڈ کھنڈو روڈ سمیت دیگر مقامات اور گلی محلوں میں گڑھے پڑ چکے ہیں جس میں نا صرف ٹریفک کی روانی میں خلل پڑ رہا ہے بلکہ گاڑیوں کو بھی نقصان پہنچ رہا ہے جبکہ گلی محلوں میں پیدل چلنا بھی دشوار ہو گیا ہے شہریوں نے ضلعی انتظامیہ سے اپیل کی ہے کہ سڑکوں پر پڑے گڑھے فوری طور پر بھرے جائیں تا کہ ٹریفک کی روانی میں خلل نہ پڑے اور گاڑیاں نقصان سے بچ سکیں۔

(ابراہیم خلجی)

لڑکی سے شادی کے تنازعے پر دو افراد قتل

میانوالی تفصیلات کے مطابق غازی وال تھانہ کمر مشانی تحصیل عیسی خیل ضلع میانوالی میں موضع غازی وال کے رہاشی عابد اور نجف ایک لڑکی سے شادی کرنا چاہیتے تھے لیکن کچھ عرصہ قبل نجف کی شادی اسی لڑکی سے ہوگئ جس کا عابد کو رنج تھا اور عابد آئے روز نجف کو فون پر دھکمیاں دیتا ریتا تھا کل جب فون پر بہت زیادہ تلخی بڑھ گئی تو عابد نجف کے گھر چلا گیا اسے مارنے، نجف گھر پر موجودہ تھا جب عابد نجف کو گولی مار کر اس کے گھر سے نکل رہا تھا تو پیچھے سے نجف نے پستول سے عابد کو گولی ماردی جو کہ عابد کے سر میں اُکر لگی رسکیو ٹیم نے دونوں کو میانوالی ہسپتال پہنچایا نجف میانوالی جبکہ عابد راولپنڈی ہسپتال میں دم توڑ گیے پولیس نے مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی گئی ھے۔

(محمد رفیق)

غرسرکاری فلاحی ادارے کے دفتر پر چھاپہ

بـــاڑہ باڑہ میں ضلعی انتظامیہ کا حقوق العباد ویلفیئر فاؤنڈیشن کے دفتر پر چھاپہ صوبائی حکومت اور ڈی پی او خیبر بغیر وارنٹ اور بلاوجہ چھاپوں کا نوٹس لیں۔ صاحب نبی آفریدی۔ حقوق العباد ویلفیئر فاؤنڈیشن کے چیئرمین صاحب نبی نے باڑہ پریس کلب میں ہنگامی پریس کانفرنس کرتے ہوئے صوبائی حکومت کے اعلی حکام سے مطالبہ کیا کہ ضلعی انتظامیہ باڑہ کے تحصیلدار ضیاء الرحمٰن نے پولیس کے بھاری نفری کے ہمراہ کل پیر کے روز بغیر وارنٹ اور بلا کسی جرم کے ہمارے دفتر پر چھاپہ مار کر ہمارے رضا کاروں کو گرفتار کر کے ہراساں کیا۔ چھاپے اور گرفتاری کی وجوہات پوچھنے پر تحصیلدار آگ بگولا ہو گئے اور دھمکیوں پر اتر آئے۔جس کے بعد ہماری مذاہمت پر گرفتار افراد رہا کر دیئے۔انھوں نے کہا ڈی پی او خیبر اور ضلعی انتظامیہ کے اعلی افسران مذکورہ تحصیلدار کے غیر قانونی چھاپوں اور عوام کو بے جا ہراساں کرنے کا نوٹس لیکر جواب طلبی کریں اور ہمارے دفتر پر بغیر وارنٹ اور بغیر اجازت چادر اور چاردیواری کی پامالی پر محکمانہ کاروائی کریں بصورت دیگر باڑہ کے عوام ضلعی انتظامیہ کے غیر قانونی اقدامات کے خلاف احتجاج پر مجبور ہو جائیں گے۔پریس کانفرنس کے دوران حقوق العباد ویلفیئر فاؤنڈیشن کے درجنوں رضا کار بھی موجود تھے۔

(منظور آفریدی)

جون میں 157 خواتین کا اغوا، 91 کا ریپ کیا گیا

رپورٹ کے مطابق جون میں پاکستان بھر میں کم از کم 112 خواتین کو جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا گیا

اسلام آباد سسٹین ایبل سوشل ڈیولپمنٹ آرگنائزیشن اور سینٹر فار ریسرچ، ڈیولپمنٹ اینڈ کمیونیکیشن کی جانب سے مرتب کی گئی رپورٹ کے مطابق جون میں پاکستان بھر میں کم از کم 157 خواتین کو اغوا کیا گیا، 112 کو جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور 91 کا ریپ کیا گیا۔ڈان اخبار کی رپورٹ کے مطابق پاکستانی خواتین کے خلاف تشدد کے بڑھتے ہوئے رجحان کو مرکزی دھارے کے ذرائع ابلاغ کے اعداد وشمار کا حوالہ دیتے ہوئے رپورٹ میں خواتین کے خلاف گھریلو تشدد کے واقعات میں نمایاں اضافے پر بھی غور کیا گیا، انہوں نے کہا کہ گزشتہ ماہ گھریلو تشدد کے کم از کم 100 واقعات رپورٹ ہوئے۔اسی طرح جون میں ملک بھر میں تقریباً 180 بچے جنسی اور جسمانی تشدد کا نشانہ بنے جس میں بچوں سے زیادتی کے 93 واقعات، اغوا کے 64 واقعات اور جسمانی تشدد کے 37 واقعات شامل ہیں۔پنجاب میں اغوا کے سب سے زیادہ واقعات رپورٹ ہوئے کیونکہ 157 واقعات میں سے کم از کم 108 جون میں صوبے میں ہوئے، سندھ میں 22 کیسز رپورٹ ہوئے، اس کے بعد خیبر پختونخوا میں چھ کیسز رپورٹ ہوئے جبکہ بلوچستان میں اغوا کے چار واقعات رپورٹ ہوئے، اسلام آباد میں ایک ہی ماہ میں اغوا کی 17 وارداتیں ہوئیں۔خواتین پر جسمانی تشدد کے واقعات میں بھی پنجاب سرفہرست ہے، 112 کیسز میں سے 66 پنجاب، 27 سندھ، 11 خیبر پختونخوا اور 8 اسلام آباد میں ہوئے، بلوچستان میں کوئی واقعہ رپورٹ نہیں ہوا، گھریلو تشدد کے 100 کیسز میں سے کم از کم 68 پنجاب، 17 سندھ، 13 خیبر پختونخوا اور دو کیس اسلام آباد میں رپورٹ ہوئے، بلوچستان نے پھر کوئی کیس رپورٹ نہیں کیا۔جون میں میڈیا میں ریپ کے کم از کم 91 واقعات رپورٹ ہوئے، ایک بار پھر پنجاب میں سب سے زیادہ کیسز سامنے آئے جہاں 53 واقعات رپورٹ ہوئے، خیبر پختونخوا میں 16 کیسز، سندھ میں 14 اور اسلام آباد میں 6 کیسز سامنے آئے، بلوچستان میں اس عرصے میں 2 ریپ کے واقعات رپورٹ ہوئے۔جون میں غیرت کے نام پر قتل اور کام کی جگہ پر ہراساں کرنے کے 7 واقعات بھی رپورٹ ہوئے۔

بچوں پر تشدد

جون میں ملک بھر میں بچوں سے زیادتی کے 93 واقعات رپورٹ ہوئے۔پنجاب میں زیادتی کے 36 واقعات ہوئے، اس کے بعد خیبر پختونخوا میں 28 اور سندھ میں 18 واقعات ہوئے، سب سے کم تعداد اسلام آباد میں 6 اور بلوچستان میں 5 واقعات رپورٹ ہوئے۔جون میں پاکستان بھر میں کم از کم 64 بچوں کو اغوا کیا گیا اور 37 کو جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا گیا، پچھلے مہینے مئی میں چائلڈ لیبر اور چائلڈ میرج سے متعلق کوئی کیس سامنے نہیں آیا لیکن جون میں بالترتیب 5 اور 7 کیس رپورٹ ہوئے۔سسٹین ایبل سوشل ڈیولپمنٹ آرگنائزیشن کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر سید کوثر عباس نے کہا کہ اس ڈیٹا کو باقاعدگی سے شائع کرنے کا مقصد خواتین اور بچوں کے خلاف تشدد میں تیزی سے اضافے کی طرف توجہ دلانا ہے۔ان کے مطابق جون میں کیسز میں پچھلے مہینے کے مقابلے میں اضافہ ہوا اور امید ظاہر کی کہ میڈیا کی بڑھتی ہوئی توجہ اور رپورٹنگ کے ساتھ حکومت، پولیس اور عدلیہ اپنی توجہ مقدمات کی تیز رفتار کارروائی، ان کے حل اور سزا کے لیے وقف کریں گے۔

(بشکریہ ڈان)

پیرا میڈیکل عملے کا احتجاج

اوکـــاڑہ 12 جولائی کو تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال دیپال پور میں ایم ایس کے ہتک آمیز رویہ پر نرسنگ سٹاف نے تمام میڈیکل وارڈز میں احتجاجاً کام بند کر دیا۔ایم ایس ڈاکٹر نعیم عطاء نے نرسنگ سٹاف سے نامناسب رویہ معمول بنا لیا ہے خواتین کو مختلف طریقوں سے ہراساں و پریشان کیا جاتا ہے نرسنگ سٹاف نے ٹی ایچ کیو ہسپتال میں ایم ایس مخالف نعرے بازی کی، نرسنگ سٹاف نے ایم ایس دفتر کا گھیراؤ کر لیا اور نرسنگ سٹاف نے اعلی حکام سے مطالبہ کیا کہ بدتمیزی کے مرتکب ایم ایس کا فی الفور تبادلہ کیا جائے۔

(اصغر حسین حماد)

وادی تیراہ، سیکورٹی فورسز کی فائرنگ سے غریب محنت کش جاں بحق

خیبر تفصیلات کے مطابق وادی تیراہ میدان برقمبر خیل باغ میں جمعہ کے شب تین مقامی باشندے بازار سے موٹر سائیکل پر گھر جا رہے تھے جیسا ہی لالے کس چڑھائی پر پہنچے ادھر پہلے سے ناکہ بندی پر مامور سیکورٹی فورسز کے اہلکاروں نے انہیں روکنے کا اشارہ کیا جو سیکورٹی فورسز کی اشارے پر نہیں روکے تاہم سیکورٹی فورسز نے ڈائریکٹ موٹر سائیکل سواروں پر فائرنگ کھول دی، فائرنگ کے نتیجے میں ٹیلر ماسٹر اورنگزیب ولد ارسلان خان سلیمان خیل جاں بحق جبکہ نثار اور تاج زخمی ہوگئے۔ تاہم ادھر آزاد ذرائع نے خبر کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ جمعہ کے شب 1 بجکر 40 منٹ پر واقعہ اس وقت پیش آیا جب تینوں مقامی باشندے جس میں ایک ٹانگ سے معذور ٹیلر ماسٹر اورنگزیب اپنے دو شاگردوں کے ہمراہ موٹر سائیکل پر دوکان سے گھر واپس پر جا رہے تھے۔ آزاد ذرائع کے مطابق سیکورٹی فورسز کی فائرنگ سے جاں بحق ٹیلر ماسٹر اورنگزیب گزشتہ 12،13 سال سے برباغ میں ٹیلر ماسٹری کے پیشے سے وابسطہ تھے اور اس سے پہلے میدان پبلک سکول میں زیر تعلیم تھے۔ آزاد ذرائع نے نام ظاہر نہ کرنے کے شرط پر بتایا کہ ایک ٹانگ سے معذور اورنگزیب ایک پرامن اور محبّ وطن شہری تھا اور ایک غریب گھرانے کا واحد کفیل تھا اور کسی قسم کے منفی سرگرمیوں میں ملوث نہیں رہا تھا۔ بعد ازاں وادی تیراہ میدان کے علاقہ مکینوں نے سیکورٹی فورسز کی فائرنگ سے جاں بحق ہونے والے ٹیلر ماسٹر اورنگزیب کی لاش مرکزی باغ میں روڈ پر رکھ کر احتجاجی مظاہرہ شروع کیا اور اس گناونے کھیل میں ملوث کرداروں کو بےنقاب کرتے ہوئے اعلی حکام سے آزاد تحقیقات کا مطالبہ کیا۔ تیراہ میدان سیکورٹی فورسز نے غلطی قبول کرتے ہوئے فائرنگ سے جاں بحق نوجوان اورنگزیب کی گھر گئے اور قبائلی روایات کے مطابق ننواتے کی جیسے ورثاء نے قبول کرتے ہوئے معافی کا اعلان کردیا فورسز نے مقتول کو شہداء پیکیج میں شامل کرنے کا اعلان کردیا۔

(منظور آفریدی)

بلدیاتی ادارے فعال کرنے کی اشد ضرورت ہے

نوشکی جن ممالک میں بلدیاتی ادارے فعال اور بااختیار ہیں ان ممالک کا شمار ترقی یافتہ ممالک میں ہوتا ہے اور ان ممالک کے شہریوں کو تمام بنیادی سہولیات کی فراہمی اور عوامی ضرورت کے مطابق انکے مسائل انکے دہلیز پر حل ہوتے ہیں اس مقصد کے حصول کے لیے بلدیاتی اداروں کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے نمائندے اپنے ملک کے بہتر مفاد میں قانون سازی اور خارجہ پالیسی بنانے پر توجہ دیتے ہیں لیکن بدقسمتی سے پاکستان اور بلخصوص بلوچستان میں صوبائی حکومت بلدیاتی اداروں کو فعال اور بااختیار بنانے کے بجا؟ بلدیاتی اداروں کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے بلدیاتی اداروں کو غیر فعال بنانے کیلئے کوشاں ہیں جسکی واضح مثال 2018 میں بلدیاتی اداروں کے ممبران کے پریڈ پورا ہونے کے بعد فوری طور پر بلدیاتی اداروں کے انتخابات کرانے جاتے لیکن ایسا نہیں کیا گیا اور اس طرح طویل وقفہ کی وجہ سے بلدیاتی اداروں کی ساکھ پر منفی اثرات سے بلدیاتی اداروں کی کارکردگی متاثر ہوئی ساڑھے تین سال کے بعد الیکشن کمیشن کے کاوشوں اور دلچسپی سے 29 مئی 2022 کو بلوچستان کے 32 اضلاع میں بلدیاتی اداروں کے انتخابات کا پہلا مرحلہ مکمل ہوگیا لیکن دوماہ کا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود بھی خواتین اور اقلیتوں کی مخصوص نشستوں پر چناؤ کے شیڈول کا اعلان تک نہ ہونا سوالیہ نشان ہے بلدیاتی اداروں کو فعال اور بااختیار بنا کر ہی ہم عوام کو بنیادی سہولیات کی فراہمی ممکن بناسکتے ہیں بلدیاتی اداروں کو مکمل طور پر بااختیار فلاحی اور عوامی ترقیاتی منصوبوں کی تعمیر منتخب بلدیاتی اداروں کے ممبران کے ذمے لگائی جائے تو اس کے مثبت اور دوررس نتائج سامنے آسکتے ہیں کاش ایسا ہو بلوچستان میں بلدیاتی اداروں کے انتخابات کے عمل کو فوری طور ترجیحی بنیادوں پر مکمل کر کے اختیارات منتخب عوامی نمائندوں کے حوالے کرنے کے اقدامات کیے جائیں اب بلدیاتی انتخابات میں بھی پیسہ کلچر کو پروان چڑھانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے جو کسی طرح بھی جمہوریت جمہوری اداروں اور ملک قوم کے مفاد میں بہتر نہیں ہوسکتا سیاسی جماعتوں پر انتخابات کے باوجود بھی آزاد اُمیدوار وں اور پینلز کی کامیابی سیاسی جماعتوں کی کارکردگی پر سوالیہ نشان ہے چرمین شپ کے حصول کے لیے سیاسی جماعتیں آزاد امیدواروں بیساکھی کے طور پر استعمال کرنے کے لیے کوشاں ہیں بلدیاتی اداروں کے میئر اور چرمین شپ کے انتخابات میں مزید تاخیر سے مختلف خدشات اور تحفظات جنم لے سکتے ہیں بلدیاتی اداروں کے منتخب نمائندوں کے عدم موجودگی کے باعث بلدیاتی اداروں کی ساکھ بھی بری طرح متاثر ہورہی ہے کوئیٹہ اور لسبیلہ ڈسٹرکٹ کے انتخابات بھی شیڈول کے مطابق ترجیحی بنیادوں پر کرانے جائیں۔

(محمد سعید)

بارشوں سے متاثرہ شہریوں کا احتجاج

چمن قلعہ عبداللہ کے حرمزئی کراس کے مقام پر کلی کولک کاکوزئی کے رہائشیوں نے احتجاجاً کوئٹہ چمن شاہراہ کو ہڑتال کر کے ہر قسم کی ٹریفک کیلئے بند کردیا مظاہرین کا مطالبہ ہے کہ کولک شرنہ ڈیم پانی بھرنے سے ٹوٹنے کا خطرہ ہے جس سے مقامی آبادی کو شدید خطرہ لاحق ہے مظاہرین نے انتظامیہ سے اپیل کی ہے کہ مذکورہ ٹھیکیداروں کیخلاف بھی فوری طور پر کاروائی کریں کیونکہ ان ٹھکیداروں اور محکمہ اریگیشن کے آفیسران کی ملی بھگت سے ضلع قلعہ عبداللہ کے عوام شدید خطرہ لاحق ہے دوسری جانب توبہ اچکزئی میں تمام کے کے تمام ڈیمز ٹوٹ چکے ہیں جس سے توبہ اچکزئی کے زراعت مکمل تباہ ہوگئی لیکن ابھی تک پی ڈی ایم اے اور انتظامیہ مکمل غائب ہیں۔ ضلع قلعہ عبداللہ کے دورافتادہ پہاڑی زرعی علاقہ تحصیل دوبندی توبہ اچکزئی کے دو بڑے ڈیم اور اہم ڈیمز "چنار ڈیم" اور "ماکوکچ" ڈیم ٹوٹنے سے دریائی سیلاب تاش رباط سمیت زیری علاقوں میں اونچے درجے کا سیلاب بن گیا ہے، چنار سے لیکر دوبندی تک انتہائی تباہ کن سیلاب راستے میں آنے والے ہر شے سمیت 50 فیصد باغات یا تو بہگیا ہے یا پھر پانی میں ڈوب گئے ہیں۔ پی ڈی ایم اے کی خاموشی قابل مذمت ہیں۔ توبہ اچکزئی کے مکینوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ توبہ اچکزئی کے علاوہ ضلع قلعہ عبداللہ اور ضلع چمن کے متاثرہ علاقوں میں شہریوں کی مدد کئے جائیں۔ اور نقصانات ازالہ کرنے کیلئے ٹھوس اقدامات اٹھائیں جائیں۔ حالیہ طوفانی بارشوں سے توبہ اچکزئی کے باغات مکمل تباہ اور اکثر لوگ بے گھر ہوگئے۔

(محمد صدیق)

برساتی نالہ ٹوٹنے سے کسانوں کی سینکڑوں ایکڑ فصلیں شدید متاثر

میانوالی 13 جولائی کو کمر مشانی اڈولاپل کے پاس برساتی نالہ ٹوٹنے سے محلّہ تانی خیل میں پانی لوگوں کے گھروں میں داخل انتظامیہ نے بنوں میانوالی روڈ کو کاٹ کر پانی کے گزرنے کیلئے راستہ بنایا جس سے کئی گھنٹے ٹریفک بند رہی اور مسافروں کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ ضلع میانوالی میں یہ علاقہ سبزی کا مرکز کے طور پر مانا جاتا ہے۔ سبزی تباہ ہونے کی وجہ سے تین چار سو مزدور کیلئے کام جاری رکھنا مشکل ہوگیا ہے۔

(محمد رفیق)

ضلعی ہیڈکوارٹر فعال کرنے کا مطالبہ

نوشکی نوشکی ڈسٹرکٹ 5797 کلومیٹر پر محیط بلوچستان کا واحد ضلع ہے جو ایک تحصیل اور ایک پولیس تھانہ پر مشتمل ہے نوشکی کی ابادی دو لاکھ سے زائد نفوس پر مشتمل ہیں جس کی وجہ سے قریبی علاقوں کے ہزاروں باشندوں کو دفتری امور کے سلسلے میں مشکلات مصائب اور وقت کے ضیاع سے دوچار ہونا پڑتا ہے نوشکی کو 14 جولائی 1906 سے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر کی حیثیت حاصل ہے لیکن 116 سال کا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود بھی نوشکی ضلعی انتظامیہ کے سربراہ ڈپٹی کمشنر کے لیے آفس کا قیام عمل میں نہ لانا سوالیہ نشان ہے ڈپٹی کمشنر کا آفس لوکل گورنمنٹ کے عمارت میں واقع ہے اس وقت تک 118 ضلعی انتظامیہ آفیسران اپنے فرائض منصبی اپنے دفتر کے بغیر سرانجام دے چکے ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے اسٹنٹ کمشنر کا آفس بھی لوکل گورنمنٹ کے احاطے میں ہے جس کی وجہ سے لوکل گورنمنٹ کے ملازمین کو کمروں کے کمی کے باعث مشکلات اور دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ایف سی گیٹ سے متصل ڈپٹی کمشنر آفس کے احاطے میں کھنڈرات نما عمارت کو منہدم کر کے ضلع سیکرٹریٹ کے لیے عمارت کی تعمیر عمل میں لانے کے لیے منصوبہ بندی کر کے سیکرٹریٹ کا قیام عمل میں لایا جائے 2 فروری کو ایف سی گیٹ پر دھماکہ کی وجہ سے کھنڈرات نما عمارت بری طرح متاثر ہوئی اس عمارت کو منہدم کر کے ضلعی سیکرٹریٹ کی تعمیر عمل میں لانے کے لیے اقدامات کیے جائیں جس سے عوام کو کافی سہولیات وقت کی بچت اور محکموں کی کارکردگی بھی بہتر ہوگی مزکورہ جگہ سیکرٹریٹ کے لیے انتہائی موزوں اور بہتر جگہ ہے وزیر اعلیٰ بلوچستان میر عبدالقدوس بزنجو نے چھ ماہ قبل دورہ نوشکی کے موقع پر نوشکی ڈسٹرکٹ میں دو نئے تحصیلوں کے قیام کا اعلان کیا تھا لیکن ہنوز اس سلسلے میں کوئی پیش رفت نظر نہیں آرہی ہے احمد وال اور کیشنگی کو تحصیل کا درجہ نوشکی پولیس ایریا میں مزید ایک پولیس تھانہ کا قیام بھی عمل میں لایا جائے نوشکی کے عوام امید رکھتے ہیں نوشکی میں عوام کے مشکلات اور دشواریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ضلعی سیکرٹریٹ کے قیام کے لیے منصوبہ بندی کی جائے نوشکی میں ضلعی سیکرٹریٹ کے قیام سے جہاں عوام کو اپنے دفتری امور کے سلسلے میں سہولیات وقت کی بچت ہوگی دوسری جانب مختلف محکموں کے افسران کی باہمی کوارڈینش سے اداروں کی کارکردگی میں بہتری سے اداروں کی ساکھ پر مثبت اثرات مرتب ہونگے نوشکی میں گزشتہ دس سالوں زیر تعمیر 50 بستروں پر مشتمل ہسپتال زرعی سکوائر مارکیٹ کی تعمیر تین سال سے زیر تعمیر سپورٹس کمپلیکس اور دیگر ادھورے ترقیاتی منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے گرانٹ کی فراہمی عمل میں لانے کے ترجیہی بنیادوں پر اقدامات کی ضرورت ہے ترقیاتی منصوبوں میں تاخیر سے جہاں عوام بہتر سہولیات سے مستفید نہیں ہوسکتے دوسری جانب مہنگائی کی وجہ سے منصوبوں کی لاگت میں کئی گناہ اضافہ سے منصوبوں کی لاگت بڑھ جاتی ہیں جس سے قومی دولت کا ضیاع ہوتا ہے جو کسی طرح بھی ملک اور قوم کے مفاد میں نہیں ہے تعلیمی اداروں کی بہتری صحت اور ابنوشی جیسے بنیادی مسائل حل کرانے کے اجتماعی فلاحی منصوبوں کو ترجیح دیکر علاقے کے ترقی اور خوشحالی کے اقدامات کیے جائیں گے وزیر اعلیٰ بلوچستان نے 5 فروری کو دورہ نوشکی کے موقع پر نوشکی ڈسٹرکٹ دو تحصیل اور ایک سب تحصیل کا اعلان کیا تھا لیکن ہنوز اس سلسلے میں کوئی پیش رفت نظر نہیں آتی نوشکی کے ترقیاتی منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے عملی اقدامات کر کے عوام کو بہتر ریلیف دیکر نوشکی کو ترقی اور خوشحالی کے راہ پر گامزن کریں۔

(محمد سعید بلوچ نوشکی)

خاتون کا مظالم کے خلاف احتجاج

سانگھڑ سانگھڑ ٹنڈو آدم سٹی تھانے کی حدود گوٹھ حاجی غلام قادر جونیجو میں تین دن قبل واقع پیش آیا۔ متاثرہ خاندان اصول انصاف کے لئے نیشنل پریس کلب پہنچ گیا متاثرہ خاتون شریمتی پدمی، شوہر بھنوریوں اور ساس ببری بھیل نے پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا ہے وڈیرے وقار جونیجو کے کمدار نورحسن خاصخیلی کے دو بھتیجے مجھے غلط کام پر اکساتے اور تنگ کرتے رہتے تھے شریمتی پدمی نے مبینہ طور پر الزام عائد کرتے ہوئے کہا تین روز قبل میں اپنے گھروں کے قریب اکیلی واٹر پر کپڑے دھو رہی تھی کہ بلاول خاصخیلی، ارشد خاصخیلی اور نورحسن خاصخیلی نے مبینہ طور پر مجھ پر حملہ کیا اور قریبی کھیت میں لے گئے وحشی درندوں نے میرے کپڑے پھاڑ دیئے اور زبردستی جنسی زیادتی کی کوشش کی گئی مجھے تشدد کا نشانہ بنایا میرے انکار اور شور مچانے پر میرے رشتہ دار پہنچ گئے۔ ملزمان جان سے مارنے کی دھمکیاں دیتے ہوئے فرار ہوگئے۔ ہم فریاد لے کر زمیندار وقار جونیجو کو آگاہ کرنے کے لئے پہنچے تو وڈیرے وقار جونیجو کے کمدار منیجر نورحسن خاصخیلی نے گالیاں دیں اور اپنی زبان بند رکھنے پر دھکاتا رہا کمدار نورحسن خاصخیلی اپنے بھتیجوں ارشد، بلاول اور بھائی وزیر خاصخیلی کے ساتھ ملا ہوا ہے اس سے قبل بھی ہمارے ظلم وزیادتی کرتے رہے ہیں ہماری زندگی اجیرن کر رکھی ہے ہم ہاری مزدوری کر کے اپنے بچوں کا پیٹ پالتے ہیں مگر کمدار نورحسن خاصخیلی زبردستی اپنا کام کرانے پر مجبور کرتا ہے۔ انہوں نے کہا ہمارے پورے خاندان کو ملزمان سے جانی مالی خطرہ ہے۔ متاثرہ خاندان نے اعلی حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ لوفر غنڈوں کے خلاف مقدمہ درج کر کے انصاف دلایا جائے۔

(ابراہیم خلجی)

سیاسی کارکن کی جبری گمشدگی کی مذمت

----- عوامی نیشنل پارٹی شلوبر کے سرگرم کارکن رحیم جان ولد شندی گل کو بروز منگل 19 جولائی کو حصارہ خوڑ والی بال گراونڈ سے اٹھایا گیا ہے۔ عینی شاہدین کے مطابق سادہ کپڑوں میں ملبوس آفراد جو خود کو ریاستی ادارے کے اہلکار ظاہر کر رہے تھے، مغرب کے وقت گراونڈ آگئے اور رحیم جان کو اپنے ساتھ گاڑی میں بٹھا کر چلے گئے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ اگر رحیم جان پر کوئی الزام ہے اور یہ کام واقعی کسی ریاستی ادارے کے اہلکاروں نے کیا ہے تو ملزم کو عدالت میں پیش کیا جائے کیونکہ جبری گمشدگیاں نہ کوئی اخلاقی جواز رکھتی ہے اور نہ قانونی۔ اگر یہ کام کسی نامعلوم اغواکاروں نے کیا ہے تو حکومت وقت اور ریاستی ادارے اس کی محفوظ بازیابی یقینی بنائے۔ بصورت دیگر عوامی نیشنل پارٹی احتجاج کا حق رکھتی ہے۔

(منظور آفریدی)

عالمی صنفی تفریق انڈیکس 2022 ، میں پاکستان کا 146 ممالک میں 145 واں نمبر

گلوبل جینڈر گیپ انڈیکس 2022 میں پاکستان 146 ممالک میں سے 145 ویں نمبر پر رہا

اسلام آباد عالمی صنفی تفریق کے انڈیکس 2022 میں پاکستان 146 ممالک میں سے 145 ویں نمبر پر رہا، 10 کروڑ 70 لاکھ خواتین کی آبادی والے ملک میں صنفی فرق 56.4 فیصد ریکارڈ کیا گیا۔ عالمی اقتصادی فورم کی جانب سے عالمی صنفی تفریق کی رپورٹ کے اجرا کے بعد سے پاکستان کی جانب سے عدم مساوات کی یہ بلند ترین سطح ہے۔' گلوبل جینڈر گیپ رپورٹ '2022 کے جاری کردہ ایڈیشن میں کہا گیا ہے کہ پاکستان نے اقتصادی شراکت اور معاشی مواقع فراہم کرنے سمیت 3 ذیلی درجات میں نمایاں مثبت بہتری دکھائی۔ اگرچہ تنخواہوں کے معاملے میں مساوات اور برابری معاشی اشاریوں میں صنفی فرق کا سب سے زیادہ اسکور رکھتی ہے، تخمینہ شدہ آمدنی میں بھی پیشرفت رپورٹ کی گئی ہے جس کے مطابق 2021 کے مقابلے میں خواتین کی آمدنی میں 4 فیصد اضافہ ہوا، تاہم 2022 میں سینئر اور پروفیشنل کیٹیگریز میں مرد اور خواتین ورکرز میں کمی دیکھی گئی۔ حصول تعلیم، خواندگی، ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کے اندراج میں صنفی برابری کے اسکور میں اضافہ ہوا۔' گلوبل جینڈر گیپ رپورٹ '2022 کے مطابق پاکستان بلا امتیاز اقتصادی شراکت اور معاشی مواقع فراہم کرنے میں 145 ویں نمبر پر ہے، حصول تعلیم کے مواقع فراہم کرنے میں 135 ویں، طبی سہولیات کی فراہمی میں 143 ویں اور سیاسی طور پر بااختیار بنانے میں 95 ویں نمبر پر ہے۔ رپورٹ میں جن 8 خطوں کا احاطہ کیا گیا ہے ان میں جنوبی ایشیا سب سے نچلی سطح پر ہے جہاں صنفی تفریق 62.3 فیصد ہے، پچھلے ایڈیشن کے بعد سے زیادہ تر ممالک میں پیشرفت کی کمی نے جنوبی ایشیا میں صنفی فرق کو ختم کرنے کے انتظار کو 197 سال تک بڑھا دیا ہے۔ بنگلہ دیش اور نیپال علاقائی کارکردگی میں سرفہرست ہیں، ان کا اسکور 69 فیصد سے زیادہ رہا جبکہ افغانستان 43.5 فیصد کے اسکور کے ساتھ خطے اور دنیا کی مجموعی صنفی برابری کی سب سے کم سطح پر رہا۔ عالمی اقتصادی فورم کی مینیجنگ ڈائریکٹر سعدیہ زاہدی نے رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ وبائی مرض کے دوران لیبر مارکیٹ میں ہونے والے نقصانات اور دیکھ بھال کے بنیادی ڈھانچے میں مسلسل کمی جیسے عوامل خواتین کو غیر معمولی طور پر متاثر کر رہے ہیں۔ سعدیہ زاہدی کا مزید کہنا تھا کہ کمزور بحالی کی صورت میں حکومت اور نجی کاروباری اداروں کو دو طرح کی کوششیں کرنی ہوں گی، ایک کوشش خواتین کی افرادی قوت میں واپسی اور دوسری کوشش مستقبل کی صنعتوں میں خواتین کی صلاحیتوں کی نشوونما کے لیے ٹارگٹڈ پالیسیاں بنانا، بصورت دیگر گزشتہ دہائیوں کے فوائد کو مستقل طور پر ختم کرنے اور مستقبل کے معاشی منافع سے محروم ہونے کا خطرہ ہے۔ گلوبل جینڈر گیپ رپورٹ 4 شعبوں میں صنفی بنیاد پر فرق کی پیمائش کو معیار بناتی ہے، ان 4 شعبوں میں اقتصادی شراکت اور معاشی مواقع، حصول تعلیم، صحت اور سیاسی بااختیار بنانا شامل ہیں۔ یہ انڈیکس لیبر مارکیٹ میں صنفی تفریق کے بڑھتے ہوئے بحران پر حالیہ عالمی ردوبدل کے اثرات کا بھی جائزہ لیتا ہے۔

(بشکریہ ڈان)

فورسز کو اپنی زمینوں پر قابض نہیں ہونے دیں گے

خیبر ضلع خیبر تحصیل باڑہ بھوٹان شریف چیک پوسٹ مسئلہ۔ کسی بھی صورت سیکورٹی فورسز کو اپنی زمینوں پر قابض نہیں ہونے دیں گے۔۔ بوٹھان شریف کی زمین مقامی لوگوں کی ملکیت ہے۔ ہمارے ایک سو دس ارب روپے سیکورٹی کیمپوں کے اندر خرچ ہو رہے ہیں۔ ادارے قبیلوں کے اندر ایک دوسرے کو لڑانے سے باز رہیں۔ اے این پی کے کارکن رحیم جان آفریدی کو فلفور بازیاب کریا جائے۔

ان خیالات کا اظہار باڑہ سیاسی اتحاد کے صدر شاہ فیصل آفریدی نے باڑہ پریس کلب میں ہنگامی پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر ان کے ہمراہ خیبر یونین کے زاہد اللہ آفریدی، اے این پی کے صدیق چراغ آفریدی، پی ٹی آئی کے عبدالغنی آفریدی، مسلم لیگ ن کے حاجی ظاہر شاہ، اصغر خان آفریدی، جمعیت علماء اسلام کے مولانا سید جلیل حقانی اور عوامی انقلابی لیگ کے عطاء اللہ آفریدی سمیت مالک جائیداد حاجی تعویذ خان بھی موجود تھے۔

شاہ فیصل آفریدی نے کہا کہ شدت پسندی کے دور میں جب ہم اپنا گھر بار چھوڑ کر دوسرے علاقوں میں چلے گئے تو سکیورٹی فورسز ہماری ملکیتی زمینوں پر قابض ہو گئے۔ جس کی زندہ مثال فورٹ سلوپ کیمپ، میلوارڈ کیمپ، ایف سی گراؤنڈ، جانسی کیمپ اور شاہ کس کیمپ وغیرہ شامل ہے۔ جبکہ اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ بھوٹان ٹاپ وادی تیراہ قبیلہ برقمبر خیل سے تعلق رکھنے افراد کی ملکیت ہے۔ بزور قوت اس پر قابض ہونا سوالیہ نشان ہے۔ سکیورٹی فورسز اور دیگر قانون نافذ کرنے والے اداروں کی ذمہ داری ہے کہ قوم و ملک کی حفاظت یقینی بنائیں نہ کہ ہماری جائیداد پر قابض ہو۔ انہوں نے کہا کہ حکومت اور متعلقہ ادارے فلفور قبضہ ختم کر کے زمین مقامی لوگوں کے حوالے کریں اور قوم کو آپس میں لڑنے اور لڑانے سے باز رہیں۔ جبکہ مسئلے کو افہام و تفہیم کے ساتھ حل کرنے کیلئے اقدامات اٹھائیں۔ نامعلوم افراد کے ہاتھوں اغواء ہونے والے اے این پی کے کارکن رحیم جان آفریدی کی بازیابی کا مطالبہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اگر ادارے قانون و آئین کی پاسداری نہیں کریں گے تو عام لوگوں سے کیا گلا کریں گے۔ لہذا رحیم جان آفریدی کو جلد از جلد بازیاب کرایا جائے اور ملوث ملزمان کو سخت سزا دی جائیں۔

(مسعود شاہ)

متاثرین کی واپسی جلد از یقینی بنائی جائے

خیبر شمالی وزیرستان کے متاثرین کی واپسی جلد از یقینی بنائی جائے اور ساتھ ہی ساتھ ان کے نقصانات کا معاوضہ دیا جائے۔

تفصیلات کے مطابق شمالی وزیرستان کے متاثرین پچھلے کئی دنوں سے پشاور پریس کلب کے سامنے احتجاجی دھرنا: آج وہ احتجاج خیبر پختونخوا اسمبلی منتقل ہوگیا ہے۔ آئی ڈی پیز نے ملک میں امن کی خاطر گھربار چھوڑ کر پناہ گزین ہوگئے مگر آٹھ سال گزرنے کے باوجود بھی حکومتی امداد کے منتظر ہیں؛ آئی ڈی پیز۔ ان کے ساتھ حکومت کی جانب سے معاوضے کے جو وعدے ہوئے تھے وہ آج تک پورے نہیں ہوئے نا حکومت ان کو معاوضہ دے رہی ہے اور ان کی واپسی کے لئے اقدامات اٹھا رہی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ افغانستان میں بھی جو شمالی وزیرستان کے متاثرین ہیں حکومت ان کی واپسی کے لئے بھی اقدامات اٹھائے اور آئی ڈی پیز کا درجہ دیا جائے۔

(مسعود شاہ)

احمدیوں کو ضلع خوشاب سے نکالنے کے مطالبے کی مذمت کی جائے

خوشاب پنجاب کی حکمران جماعت مسلم لیگ ق کے مقامی رہنما کی جانب سے احمدیوں کو ضلع خوشاب سے نکالنے کا مطالبہ سامنے آیا ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ آواز اٹھائیں کہ یہ وطن سب کا ہے اور نفرت پھیلانے والوں کو مسترد کرنا چاہئے۔ (عامر محمود)

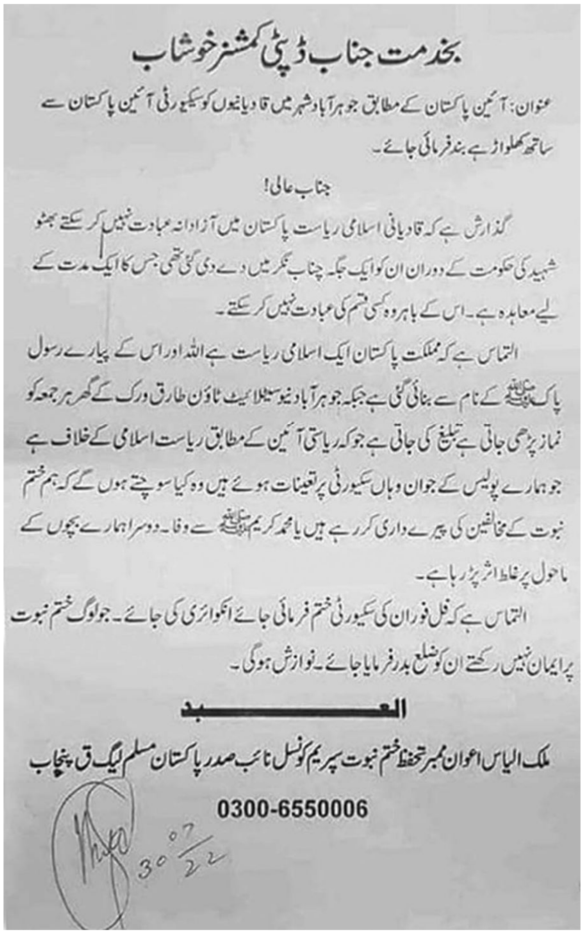

بخدمت جناب ڈپٹی کمشنر خوشاب

عنوان: آئین پاکستان کے مطابق جوہرآباد شہر میں قادیانیوں کو سیکیورٹی آئین پاکستان سے ساتھ کھلواڑ ہے بند فرمائی جائے۔

جناب عالی!

گذارش ہے کہ قادیانی اسلامی ریاست پاکستان میں آزادانہ عبادت نہیں کر سکتے بھٹو شہید کی حکومت کے دوران ان کو ایک جگہ۔ چناب نگر میں دے دی گئی تھی جس کا ایک مدت کے لیے معاہدہ ہے۔ اس کے باہر وہ کسی قسم کی عبادت نہیں کر سکتے۔

التماس ہے کہ مملکت پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے اللہ اور اس کے پیارے رسول پاک ﷺ کے نام سے بنائی گئی ہے جبکہ جوہرآباد نیو سیٹلائیٹ ٹاؤن طارق ورک کے گھر ہر جمعہ کو نماز پڑھی جاتی ہے تبلیغ کی جاتی ہے جو کہ ریاستی آئین کے مطابق ریاست اسلامی کے خلاف ہے جو ہمارے پولیس کے جوان وہاں سکیورٹی پر تعینات ہوئے ہیں وہ کیا سوچتے ہوں گے کہ ہم ختم نبوت کے مخالفین کی پیرے داری کر رہے ہیں یا محمد کریم ﷺ سے وفا۔ دوسرا ہمارے بچوں کے ماحول پر غلط اثر پڑ رہا ہے۔

التماس ہے کہ فل فوران کی سکیورٹی ختم فرمائی جائے انکوائری کی جائے۔ جو لوگ ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے ان کو ضلع بدر فرمایا جائے۔ نوازش ہوگی۔

العبد

ملک الیاس اعوان ممبر تحفظ ختم نبوت سپریم کونسل نائب صدر پاکستان مسلم لیگ ق پنجاب

0300-6550006

30/07/22

پولیس اہلکاروں کا گھر پر دھاوا

ٹنڈو محمد خان ٹنڈو محمد خان کے پولیس اہلکار نے ساتھیوں سے مل کر اپنے ہی رشتیداروں کے گھر پر دھاوا بول دیا ہے جس کے باعث 4 خواتین اور 01 بچے سمیت 10 افراد زخمی ہوگ؟ ے ہیں زخمی خواتین نے بچوں کے ساتھ مظاہرہ کر کے پولیس اہلکار کو برطرف کر کے مقدمہ درج کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق بلڑی شاہ کریم تحصیل کے گاؤں حاجی عرس سٹھیو کے مکینوں نے احتجاجی مظاہرہ کیا ہے مظاہرین کا کہنا تھا کہ پولیس اسٹیشن بلڑی شاہ کریم کے اہلکار اور اس کے ساتھیوں نے گھر میں داخل ہوکر لاٹھیاں اور ڈنڈوں سے حملہ کر کے 4 خواتین سمیت 10 افراد زخمی کر دیا۔ زخمی خواتین اور بچوں نے پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ جھان سومرو چیک پوسٹ کے اہلکار نیوردی میں ملبوث ہوکر اپنے ساتھیوں سے مل کر گھر میں داخل ہوکر خواتین اور بچوں کو زدوکوب کیا اور جان سے مارنے کی دھمکیاں دی۔ لاٹھیاں لگنے سے مسمات زبیدہ۔ مسمات چھتان مسمات حاجران سمیت نواب، عاری، رشید، کانڈیرو راھب اصف اور خدن زخمی ہوگئے۔ زخمیوں کو فوری طور ڈی ایچ کیو منتقل کر دیا گیا ہے مظاہرین کا کہنا تھا کہ پولیس اہلکار نے ہمیں جھوٹے مقدمات داخل کرنے کی دھمکیاں بھی دی ہیں۔ مظاہرین نے مطالبہ کیا کہ مقدمہ درج کر کے ملوث پولیس اہلکار کو گرفتار کر کے انصاف کیا جائے۔

(رمضان شورو)

مون سون بارشوں کی تباہ کاریاں جاری

تفصیلات کے مطابق نوشہرو فیروز سمیت نواحی علاقوں میں مون سون بارشوں کی تباہ کاریاں جاری ہیں مسلسل بارش کے باعث نواحی علاقہ کوٹ لالو ریلوے اسٹیشن کے قریب زاہد خاصخیلی کے گھر کی اچانک چھت گر گئی جس کے نتیجہ میں اس کی سات سالہ معصوم بیٹی گڈی خاصخیلی ملبہ تلے دب کر موقع پر دم توڑ گئی، اطلاع پر اہلے علاقہ نے پہنچ کر امدادی کاروائیاں شروع کی، واقع پر گھر میں کہرام مچ گیا، واضع رہے کہ مسلسل بارشوں کے باعث علاقہ میں درجنوں گھروں کی دیواریں اور چھتیں گرنے سے لوگوں کو سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

(الطاف حسین قاسمی)

انسانی حقوق کے عالمی دن

جنوری

27 جنوری ہولوکاسٹ کے متاثرین کی یاد میں دعائیہ تقریب کا عالمی دن

فروری

4 فروری کینسر کا عالمی دن
6 فروری خواتین کے تولیدی اعضاء کو کاٹنے کی ممانعت کا عالمی دن
13 فروری ریڈیو کا عالمی دن (یونیسکو)
20 فروری سماجی انصاف کا عالمی دن
21 فروری مادری زبان کا عالمی دن (یونیسکو)

مارچ

یکم مارچ امتیاز کے خاتمے کا دن (یو این ایڈز)
3 مارچ جنگلی حیات کا عالمی دن
8 مارچ خواتین کا عالمی دن
15 مارچ اسلاموفوبیا کے خلاف قرارداد
15 مارچ صارفین کے حقوق کا عالمی دن
20 مارچ خوشی کا عالمی دن
21 مارچ نسلی امتیاز کے خاتمے کا عالمی دن
21 مارچ شاعری کا عالمی دن (یونیسکو)
21 مارچ نوروز کا عالمی دن
21 مارچ پیدائشی ذہنی معذوری کا عالمی دن
21 مارچ جنگلات اور درخت کا عالمی دن
22 مارچ پانی کا عالمی دن
23 مارچ موسمیات کا عالمی دن (ڈبلیو ایم او)
24 مارچ تپ دق کا عالمی دن
24 مارچ انسانی حقوق کی کھلی خلاف ورزیوں سے متعلق حقائق کو جاننے کے حق اور متاثرین کی عزت نفس کا عالمی دن
25 مارچ غلامی اور غلاموں کی سمندر پار تجارت کے متاثرین کی یاد منانے کا عالمی دن
25 مارچ عملے کے زیر حراست اور لاپتہ اراکین سے اظہار یکجہتی کا عالمی دن

اپریل

2 اپریل خودفکری سے آگاہی کا عالمی دن
4 اپریل کانوں سے متعلق آگاہی اور کانوں سے متعلقہ کارروائیوں میں معاونت کا عالمی دن
6 اپریل ترقی اور امن کے لیے کھیل کا عالمی دن
7 اپریل روانڈا کے قتل عام کے متاثرین کی یاد منانے کا عالمی دن
7 اپریل صحت کا عالمی دن (ڈبلیو ایچ او)
12 اپریل خلا میں انسانی پرواز کا عالمی دن
22 اپریل مادر ارض کا عالمی دن
23 اپریل کتاب اور حق اشاعت کا عالمی دن
23 اپریل انگریزی زبان کا عالمی دن
25 اپریل ملیریا کا عالمی دن۔ (ڈبلیو ایچ او)
26 اپریل ایجاد کے حقوق کا عالمی دن (وپیو)
28 اپریل دوران ملازمت سلامتی اور صحت کا عالمی دن
29 اپریل کیمیائی جنگ کے تمام متاثرین کی یاد منانے کا عالمی دن
30 اپریل جاز (موسیقی) کا عالمی دن

مئی

3 مئی آزادی صحافت کا عالمی دن
8-9 مئی دوسری جنگ عظیم میں جاں بحق ہونے والے افراد کو یاد کرنے اور ان سے یکجہتی کا دن
10-11 مئی نقل مکانی کرنے والے پرندوں کا عالمی دن (یو این ای پی)
13 مئی ”ویساک“ پورے چاند کا عالمی دن
15 مئی کنبوں کا عالمی دن
17 مئی ٹیلی مواصلات اور معلوماتی اداروں کا عالمی دن (آئی ٹی یو)
21 مئی بحث مباحث اور ترقی کے لیے ثقافتی تنوع کا عالمی دن
22 مئی حیاتیاتی تنوع کا عالمی دن
23 مئی زچگی کے دوران پیدا ہونے والے گھاؤ کے خاتمے کا عالمی دن
29 مئی اقوام متحدہ کے امن فوجی دستوں کا عالمی دن
31 مئی تمباکو نوشی کی ممانعت کا عالمی دن

جون

یکم جون والدین کا عالمی دن
4 جون جارحیت سے متاثرہ معصوم بچوں کا عالمی دن
5 جون ماحول کا عالمی دن (یو این ای پی)
8 جون سمندروں کا عالمی دن
12 جون چائلڈ لیبر کے خلاف عالمی دن
14 جون خون کا عطیہ دینے والوں کا عالمی دن (ڈبلیو ایچ او)
15 جون بزرگوں سے ناروا سلوک سے آگاہی کا عالمی دن
17 جون زمین کے صحرابُر دھونے اور خشک سالی پر قابو پانے کا عالمی دن
20 جون مہاجرین کا عالمی دن
23 جون اقوام متحدہ کا خدمات عامہ کا دن
23 جون بیواؤں کا عالمی دن
25 جون ملاحوں کا عالمی دن (آئی ایم او)
26 جون ادویات کے غلط استعمال اور غیر قانونی نقل وحمل کے خلاف عالمی دن
26 جون تشدد کے متاثرین کی حمایت میں اقوام متحدہ کا عالمی دن

جولائی

5 جولائی تعاون کنندگان کا عالمی دن (جولائی کا پہلا ہفتہ)
11 جولائی آبادی کا عالمی دن
18 جولائی نیلسن منڈیلا کا عالمی دن
28 جولائی ہیپاٹائٹس کا عالمی دن (ڈبلیو ایچ او)
30 جولائی دوستی کا عالمی دن
30 جولائی انسانی سمگلنگ کے خلاف عالمی دن

اگست

9 اگست دنیا بھر کے مقامی افراد کا عالمی دن
12 اگست نوجوانوں کا عالمی دن
19 اگست انسانیت پسندی کا عالمی دن
23 اگست غلاموں کی تجارت کی یاد آوری اور اس کے خاتمے کا عالمی دن (یونیسکو)
29 اگست جوہری تجربات کے خلاف عالمی دن
30 اگست جبری گمشدگیوں کے متاثرین کا عالمی دن

ستمبر

5 ستمبر خیرات کا عالمی دن
8 ستمبر خواندگی کا عالمی دن (یونیسکو)
12 ستمبر اقوام متحدہ کا جنوب۔جنوب اشتراک کا دن
15 ستمبر جمہوریت کا عالمی دن
16 ستمبر اوزون کی تہہ کے تحفظ کا عالمی دن
21 ستمبر امن کا عالمی دن
25 ستمبر ساحلی علاقوں کا عالمی دن (ستمبر کا آخری ہفتہ)
26 ستمبر جوہری ہتھیاروں کے مکمل خاتمے کا عالمی دن
27 ستمبر سیاحت کا عالمی دن (یو این ڈبلیو ٹی او)

اکتوبر

یکم اکتوبر معمر افراد کا عالمی دن
2 اکتوبر عدم تشدد کا عالمی دن
5 اکتوبر اساتذہ کا عالمی دن (یونیسکو)
6 اکتوبر جائے پیدائش کا عالمی دن (اکتوبر کا پہلا سوموار)
9 اکتوبر ڈاک کا عالمی دن
11 اکتوبر بچیوں کا عالمی دن
13 اکتوبر آفات میں کمی کا عالمی دن
15 اکتوبر دیہی خواتین کا عالمی دن
16 اکتوبر خوراک کا عالمی دن (ایف اے او)
17 اکتوبر غربت کے خاتمے کا عالمی دن
24 اکتوبر اقوام متحدہ کا دن
24 اکتوبر ترقی سے متعلق معلومات کا عالمی دن
27 اکتوبر سماعتی و بصری ورثے کا عالمی دن (یونیسکو)

نومبر

2 نومبر صحافیوں کے خلاف جرائم کے حوالے سے سزا سے استثنیٰ کے خاتمے کا عالمی دن
6 نومبر جنگ اور مسلح تنازعات کے دوران ماحول کو نقصان پہنچانے کی ممانعت کا عالمی دن
10 نومبر امن اور ترقی کے لیے سائنس کا عالمی دن
14 نومبر ذیابیطس کا عالمی دن
16 نومبر رواداری کا عالمی دن
16 نومبر ٹریفک حادثات کے متاثرین کی یاد منانے کا عالمی دن (نومبر کا تیسرا اتوار)
19 نومبر بیت الخلاء کا عالمی دن
20 نومبر بچوں کا عالمی دن
20 نومبر فلسفے کا عالمی دن (نومبر کی تیسری جمعرات)
21 نومبر ٹیلی ویژن کا عالمی دن
22 نومبر صنعت کاری کا عالمی دن
25 نومبر خواتین کے خلاف تشدد کے خاتمے کا عالمی دن
29 نومبر فلسطینی عوام سے اظہار یکجہتی کا عالمی دن

دسمبر

یکم دسمبر ایڈز کا عالمی دن
2 دسمبر غلامی کے خاتمے کا عالمی دن
3 دسمبر معذور افراد کا عالمی دن
5 دسمبر معاشی اور سماجی ترقی کے لیے رضا کاروں کا عالمی دن
5 دسمبر زرعی زمین کا عالمی دن
7 دسمبر شہری ہوابازی کا عالمی دن
9 دسمبر بدعنوانی کے انسداد کا عالمی دن
10 دسمبر انسانی حقوق کا عالمی دن
11 دسمبر پہاڑوں کا عالمی دن
18 دسمبر تارکین وطن کا عالمی دن
20 دسمبر انسانی یکجہتی کا عالمی دن

آخری تصویر

(آصف البشر خان)

گزشتہ مہینے ہی کراچی پریس کلب میں ہاریوں کی صورتِ حال پر رپورٹ اجراء کی تقریب کے دوران دادا اختر بلوچ سے کئی ماہ کے بعد ملاقات ہوئی۔ کیا معلوم تھا کہ یہ ملاقات آخری ملاقات ثابت ہوگی۔ عجیب اتفاق یہ بھی تھا کہ تین دہائیوں کی رفاقت اور تمام حجت کے باوجود اختر بلوچ اور میری کبھی کہیں کوئی نہ تصویر بنی اور نہ ہی کبھی بنوائی۔ انسانی حقوق کے متحرک کارکنوں میں سب سے زیادہ حجت اور رفاقت کا شرف بھی مجھے حاصل رہا۔ تحقیقی عمل سے لیکر اسٹیج پر رونقیں سجانے تک کا کام ہم دونوں کی باہمی مشاورت اور حکمت سے طے پاتا۔ 1997 سے اختر بلوچ اور میرا تعلق مرحوم شکیل پٹھان نے جوڑا۔ اُس وقت سے لے کر 2016 تک کئی مواقعوں پر اختر بلوچ اور میرا ساتھ رہا۔ لیکن یہ اتفاق کبھی نہ ہوا کہ ہم دونوں نے ایک کیمرے کے سامنے کھڑے ہو کر تصویر بنوائی ہو۔

اختر بلوچ کے سر اور داڑھی کی سفیدی نمایاں ہونے لگی تو میں نے انہیں دادا اختر بلوچ کہنا شروع کر دیا۔ میری آخری ملاقات میں عجیب اتفاق یہ ہوا جب میں نے انہیں ایونٹ کی رپورٹ کا پی پیش کی تو اس بات کا اسرار پہلی بار سامنے آیا۔

''ایک فوٹو بھی بنوالو''۔

میں نے بھی ردِعمل میں کہا۔''ہاں دادا بالکل تصویر بنالیں۔ پھر پتہ نہیں زندگی ساتھ دے یا نہ دے''۔ دادا اختر بلوچ نے جواب میں فوراً کہا۔

''ابے ہاں معلوم نہیں کہ میں بھی رہوں یا نہ رہوں۔ ہمارے دوستوں کے ناموں کی ایک طویل فہرست مرحومین کے خانے میں درج ہو رہی ہے تصویر بنالو یادگار رہے گی''۔ بس ایک تصویر ہی باقی تھی جو یادگار رہی۔

دادا اختر حسین بلوچ اب ہم میں نہیں رہے۔ جہدِ حق کے مسلسل کارکن اور انسانی حقوق کے لیے ہمیشہ فعال کردار ادا کرنے والے محقق، صحافی، دانشور، مصنف اور کراچی پریس کلب کے رکن اختر بلوچ گزشتہ روز اچانک سب کو سوگوار چھوڑ گئے۔ اختر بلوچ انسانی حقوق کمیشن کے میر پور خاص میں نامہ نگار اور کوآرڈی نیٹر رہے۔ 1998 میں اِنہیں انسانی حقوق کمیشن کے کور گروپس سندھ کا کوآرڈی نیٹر مقرر کیا گیا اور وہ حیدر آباد اور پھر کراچی دفتر میں ذمہ داریاں انجام دیتے رہے۔ 2006 میں وہ HRCP کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو کر سپارک نامی این جی اوز سے وابستہ رہے اور کچھ ہی عرصے بعد انہوں نے ایف ایم ریڈیو کے آرجیز کی تربیت کا پروجیکٹ کیا اور پھر ڈان ڈاٹ کام پر بلاگ لکھنے کا آغاز کیا۔ محققانہ سرگرمیوں کی وجہ سے اِنہیں کراچی کی میڈیا انڈسٹریز میں خاصی پذیرائی ملی۔ اِن کی کتاب کرانچی والا اور خواجہ سراوں کی زندگی کے حالات کی مبنی تحقیقی کتاب کافی مقبول ہوئی۔ اختر بلوچ جہاں دیدہ شخصیت کے ساتھ ساتھ مخلص دوست بھی رہے۔ چہرے پر عالم بے زاریت کے باوجود خاصہ نرم دل رکھتے تھے۔ دوستوں کی مصیبتوں میں اُن کے ساتھ کھڑے رہنا اور خلوص کا اِظہار اِن کا طریقہ تھا۔ بس تلخ و شیریں بیانی اور عمومی مواقعوں پر بغیر آواز کی گفتار اِن کا حسن تھا جو ہر کوئی سمجھ نہیں پاتا تھا۔ اللہ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے آمین۔

اللہ پاک ان کے تمام سوگواران کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

پبلشر: ندیم فاضل: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
''ایوان جمہور'' 107۔ ٹیپو بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور
فون: 35838341-35864994 فیکس: 35883582
ای میل hrcp@hrcp-web.org ویب سائٹ: www.hrcp-web.org
پرنٹر: مکتبہ جدید پریس، 14 ایمپرس، لاہور Registered No. LRL-15